ی مدارس ورکالجز کے طلبا کے علاوہ عام مسلمانوں کیلئے بھی
یکساں مفید احادیثِ نبوی کا مجموعہ

اربعین نووی

تصنیف

شیخ الاسلام محی الدّین یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ
(م ۶۷۶ھ/ ۱۲۷۷ء)

حلّ لغات، ترجمہ اور توضیح

مولانا محمد صدّیق ہزاروی

مکتبہ اسلامیہ سعدیہ عثمانِ آباد ۰ مانسہرہ

دینی مدارس اور کالجز کے طلباء کے علاوہ عام مسلمانوں کیلئے بھی

یکساں مفید احادیثِ نبوی کا مجموعہ

اربعین نووی

تصنیف

شیخ الاسلام محی الدین یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ

(۶۳۱ھ/۶۷۶ھ)

حل لغات ترجمہ اور توضیح

مولانا محمد صدیق ہزاروی

ناشر

مکتبہ اسلامیہ سعیدیہ عثمان آباد مانسہرہ

نام کتاب ———— اربعین نووی
تصنیف ———— شیخ الاسلام امام محی الدین یحییٰ نووی قدس سرہ
ترجمہ و توضیح ———— محمد صدیق ہزاروی
پروف ریڈنگ ———— مولانا محمد طفیل
کتابت ———— حافظ محمد رمضان اظہر
سرورق ———— امام الخطاطین صوفی خورشید عالم مخمور
تاریخ اشاعت ———— رمضان المبارک ۱۴۰۹ھ / اپریل ۱۹۸۹ء
تعداد ———— ایک ہزار
ھدیہ ———— ۱۵ روپے
ناشر ———— مکتبہ اسلامیہ سعیدیہ عثمان آباد، مانسہرہ ہزارہ

ملنے کے پتے

(۱) مکتبہ اسلامیہ سعیدیہ عثمان آباد (حدو بانڈی) داخلی چیڑھ
ڈاک خانہ چیڑھ تحصیل و ضلع مانسہرہ (ہزارہ)
(۲) مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری دروازہ لاہور۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

انسانی زندگی کا مقصد احکامِ خداوندی کی بجا آوری ہے قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔ [1] میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

عبادت کا معنیٰ اطاعت و فرمانبرداری ہے۔ لغت کی معروف کتاب لسان العرب میں ہے۔ "اَلْعِبَادَةُ: اَلطَّاعَةُ" [2]

اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری اس وقت تک ممکن نہیں جب تک اُس کے احکام کا علم نہ ہو۔ بنابریں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی راہنمائی کے لئے انبیاکرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اور انہیں کتب و صحائف عطا کئے جن میں سے افضل اور عالمگیر کتاب قرآن پاک ہے۔

قرآن پاک اگرچہ تمام کائناتِ انسانی کی راہنمائی کے لئے اُتارا گیا لیکن یہ ہر انسان کو براہِ راست نہیں دیا گیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے یہ مقدس کتاب سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی تاکہ آپ اس کے مطلب و مفہوم کو لوگوں کے سامنے بیان فرمائیں۔ ارشادِ خداوندی ہے:

وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ○ [3]	اور اے محبوب! ہم نے آپ کی طرف یہ ذکر (قرآن پاک) اتارا کہ تم لوگوں سے بیان کرو جو اُن لوگوں کی طرف اتارا گیا اور تاکہ وہ غور و فکر کریں۔

---

[1] القرآن: سورہ الذاریات: آیت ۵۶ [3] سورۃ النحل: آیت ۴۴

[2] لسان العرب، جلد ۳، ص۲۷۲

گویا قرآن پاک پر ایمان لانا اور اس کے احکام پر عمل کرنا اسی وقت ممکن ہے جب اس کے بیان یعنی سرکار دو عالم کے ارشادات و احکام کو دل و جان سے تسلیم کرتے ہوئے ان پر عمل کیا جائے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔ [1]	جس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانا تحقیق اس نے اللہ کا حکم مانا۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

نَضَّرَ اللّٰهُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِيْ فَحَفِظَهَا وَوَعَاهَا وَاَدَّاهَا فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ غَيْرُ فَقِيْهٍ وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ اِلٰى مَنْ هُوَ اَفْقَهُ مِنْهُ۔ [2]	اللہ تعالیٰ اس بندے کو خوشحال رکھے جو میرا کلام سن کر اسے یاد رکھے اور دل کی گہرائیوں میں محفوظ کرتے ہوئے دوسروں تک پہنچا دے۔ پس بعض حامل فقہ خود فقیہ نہیں ہوتے اور بعض فقیہ اپنے سے بڑے فقیہ تک لے جاتے ہیں۔

حضرت امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"جو شخص رضائے الٰہی کا متمنی ہو میرے علم کے مطابق اُس کے لئے علم حدیث سے افضل کوئی علم نہیں حدیث وہ علم ہے جس کی طرف لوگ اپنے کھانے پینے اور شب و روز کی تمام ضروریات میں محتاج ہوتے ہیں۔" [3]

صحابہ کرام، تابعین عظام اور بعد کے محدثین کرام رضی اللہ عنہم کا اُمت مسلم پر احسان عظیم ہے کہ ان برگزیدہ شخصیات نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارکہ کو نہایت چھان بین اور حزم و احتیاط کے ساتھ روایت کیا۔ اور اب ہمارے سامنے زندگی کے تمام شعبوں میں راہنمائی کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے۔

---

[1] سورۃ النساء: آیت ۸۰
[2] مشکوٰۃ شریف: ص ۳۵ کتاب العلم
[3] علامہ سید احمد سعید کاظمی، مقالات کاظمی جلد اول: ص ۲۱۳

اربعین

احادیث مبارکہ کا علم حاصل کرنے اور اُن پر عمل پیرا ہونے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ حسب ضرورت کتب احادیث سے راہنمائی حاصل کی جائے اور ہادیٔ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں لائحہ عمل اختیار کیا جائے۔ جبکہ دوسری صورت یہ ہے کہ تمام مضامین کی احادیث یاد کر لی جائیں اور جب بھی کوئی مسئلہ درپیش ہو، ذہن میں محفوظ نبوی ہدایت کو پیش نظر رکھا جائے۔

چونکہ تمام احادیث مبارکہ کو زبانی یاد کرنا اور ذہن میں محفوظ رکھنا انسانی طاقت سے باہر ہے لہذا ایک درمیانہ راستہ اختیار کیا گیا وہ یہ کہ امور دین سے متعلق کچھ احادیث یاد کر کے ان پر عمل کی کوشش کی جائے اور مزید ضرورت کے لئے کتب احادیث سے مدد لی جائے۔

چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت مسلمہ کو چالیس احادیث مبارکہ یاد کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا :۔

مَنْ حَفِظَ عَلٰی اُمَّتِیْ اَرْبَعِیْنَ	میرا جو امتی دین سے متعلق چالیس احادیث
حَدِیْثًا مِنْ اَمْرِ دِیْنِهَا بَعَثَهُ اللّٰهُ	یاد کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے
یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَقِیْهًا عَالِمًا۔ [1]	فقیہ عالم کی صورت میں اٹھائے گا۔

اسی مضمون کی احادیث حضرت علی بن ابی طالب، عبداللہ بن مسعود، معاذ بن جبل، ابوالدرداء، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، انس بن مالک، ابوہریرہ اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔ ان روایات میں ایسے شخص کے لئے مختلف انعامات کا ذکر ہے لیکن ابتدائی بات کہ دین سے متعلق چالیس احادیث مبارکہ یاد کی جائیں سب کے نزدیک متفق علیہ ہے (تفصیل کے لئے دیکھئے کنزالعمال جلد ۱۰ ص ۲۲۴، ۲۲۵)

---

[1] کنزالعمال : جلد ۱۰ : ص ۲۲۴

کتب اربعین

چنانچہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی پر عمل کرتے ہوئے متقدمین و متاخرین علماء نے چالیس چالیس احادیث کو جمع کیا اور یوں اربعین کے کئی مجموعے تیار ہو گئے۔

اربعین کے چند معروف مصنفین کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک، محمد بن اسلم طوسی، حسن بن سفیان نسائی، ابوبکر آجری، یحیی بن شرف نووی، ابوبکر محمد بن ابراہیم اصفہانی، علی بن عمر دارقطنی، ابوعبداللہ حاکم نیشاپوری، ابونعیم احمد بن عبداللہ، ابوعبدالرحمٰن محمد بن حسین سلمی، ابوسعید احمد بن محمد مالینی، ابوعثمان اسماعیل بن عبدالرحمٰن صابونی نیشاپوری، عبداللہ بن محمد انصاری، ابوبکر بیہقی، ابن حجر عسقلانی رحمہم اللہ (تفصیل کے لئے دیکھئے کشف الظنون جلد اول صہ ۵۲ تا ۶۱)

اربعین نووی

لیکن ان تمام کتب میں امام محی الدین یحیی بن شرف نووی رحمہ اللہ کی اربعین "اربعین نووی" کو زیادہ شہرت حاصل ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں آپ نے کسی ایک موضوع کی بجائے مختلف ضروری موضوعات پر احادیث مبارکہ جمع کیں اور صحیح احادیث بالخصوص صحیح بخاری و مسلم کی روایات جمع کرنے کا اہتمام فرمایا۔ آپ خود ارشاد فرماتے ہیں۔

"علماء کرام میں سے بعض نے اصولِ دین سے متعلق چالیس احادیث جمع کی ہیں کسی نے فروع کے بارے میں کسی نے جہاد سے متعلق کسی نے زہد کے موضوع پر بعض نے آداب اور کچھ نے خطبات کے بارے میں احادیث اکٹھی کی ہیں۔ ان تمام کا مقصد اچھا تھا لیکن میں نے سوچا کہ ایسا مجموعہ مرتب کیا جائے جو ان تمام

امور پر مشتمل ہو اور ان میں سے ہر حدیث دین اسلام کی عظیم بنیاد ہو۔ ان احادیث میں سے کسی کو علماء نے اسلام کی بنیاد قرار دیا، کسی کو نصف دین اور کسی کو دین کا تہائی قرار دیا ہے۔ پھر میں نے یہ بھی التزام کیا کہ اس مجموعہ میں صحیح احادیث بالخصوص صحیح بخاری و مسلم کی روایات جمع کی جائیں۔" [۱]

اربعین نووی کی شروحات

اربعین نووی کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ متعدد علماء کرام نے اس کی شرح کے لئے قلم اٹھایا۔ چند شارحین کے اسماء گرامی یہ ہیں:۔

(۱) حافظ زید الدین عبدالرحمٰن بن احمد
(۲) تاج الدین عمر بن علی فاکھی
(۳) جمال الدین یوسف بن حسن تبریزی
(۴) شیخ ابو العباس احمد بن فرح اشبیلی
(۵) ابو حفص بلبیسی شافعی
(۶) برہان الدین ابراہیم بن احمد خجندی حنفی
(۷) احمد بن محمد بن ابی بکر شیرازی
(۸) شیخ زید الدین سریجا بن محمد ملطی
(۹) شیخ ولی الدین محمد مصری
(۱۰) معین الدین بن صفی الدین عبدالرحمٰن
(۱۱) مصلح الدین محمد سعدی
(۱۲) شیخ احمد بن حجر ہیتمی مکی
(۱۳) نور الدین محمد بن عبداللہ

---

[۱] مقدمہ اربعین نووی

(۱۴) ملا علی القاری المکی الھروی

(۱۵) سراج الدین عمر بن علی شافعی علہ

ولادت وحصولِ علم

شیخ الاسلام محی الدین امام نووی رحمہ اللہ ابو ذکریا یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ ماہ محرم کے پہلے عشرہ ۶۳۱ھ میں دمشق کے ایک گاؤں نوی میں پیدا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بچپن ہی سے حصول علم کا اس قدر ذوق عطا فرمایا تھا کہ ہم عمر بچوں کے مجبور کرنے پر بھی آپ کھیل کود کی طرف نہ جاتے بلکہ قرآن پاک یاد کرنے اور علم حاصل کرنے کی طرف متوجہ رہتے۔ والد ماجد نے دوکان پر بٹھایا تاکہ خرید وفروخت کا تجربہ حاصل ہو لیکن آپ کی تمام تر توجہ علم حاصل کرنے کی طرف مبذول تھی چنانچہ بعض اوقات گاہک سے فرماتے تشریف لے جائیے اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو برکت عطا فرمائے

۶۴۹ھ میں جب کہ آپ کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ آپ کو والد ماجد دمشق کے مدرسہ رواحیہ میں لے گئے جہاں آپ نے شافعی مذہب کی کتاب "التنبیہ" تقریباً چار ماہ میں یاد کر لی اور چھ مہینوں میں "المہذب" کا حصہ عبادات یاد کیا۔

آپ کے شاگرد علاؤالدین بن عطاء کا کہنا ہے کہ ان سے امام نووی رحمہ اللہ نے خود فرمایا کہ وہ اساتذہ سے دن میں بارہ درس لیتے۔ پہلے دو درسوں میں وسیط۔ تیسرے میں مہذب چوتھے میں جمع بین الصحیحین، پانچویں میں صحیح مسلم مع شرح چھٹے میں ابن جنی کی اللمع فی النحو ساتویں میں ابن سکیت کی لغت میں اصلاح المنطق۔ آٹھویں میں صرف۔ نویں میں اصولِ فقہ، دسویں میں کبھی

علہ مصطفیٰ بن عبداللہ المعروف حاجی خلیفہ۔ کشف الظنون جلد اول ص۵۹، ۶۰

ابو اسحق کی اللمع اور کبھی امام فخرالدین رازی کی المنتخب ۔ گیارھویں میں اسماءالرجال اور بارھویں درس میں اصول الدین سیکھتے ۔ ع۱

اساتذہ

حضرت امام نووی رحمہ اللہ نے مندرجہ ذیل اساتذہ کرام سے استفادہ کیا :-

۱- ابو ابراہیم اسحق بن احمد مغربی
۲- ابو محمد بن عبدالرحمٰن بن نوح مقدسی
۳- ابو حفص عمر بن سعد رابعی اربلی
۴- ابوالحسن سلار بن حسن اربلی
۵- ابو اسحق بن ابراہیم عیسٰی مرانی
۶- ابوالبقاء خالد بن یوسف نابلسی
۷- ضیاء بن تمام حنفی
۸- ابوالعباس احمد بن سالم مصری
۹- ابو عبداللہ محمد عبداللہ مالک جیانی
۱۰- ابوالفتح عمر بن بُندر تفلیسی
۱۱- ابو اسحق بن ابراہیم بن علی واسطی
۱۲- ابوالعباس بن عبدالدائم مقدسی
۱۳- ابو محمد اسماعیل بن ابی الیسر التنوخی
۱۴- ابو محمد عبدالرحمٰن بن سالم انباری
۱۵- ابوالفرج بن محمد بن قدامہ مقدسی
۱۶- ابو محمد عبدالعزیز بن محمد انصاری وغیرہم ع۲

تلامذہ

آپ کے چند مشہور تلامذہ کے اسماء گرامی یہ ہیں :-

ابوالعباس احمد بن ابراہیم بن مصعب ، ابوالعباس احمد بن فرح الشبیلی ، رشید اسماعیل بن معلم حنفی ، ابو عبداللہ محمد بن ابوالفتح حنبلی ، ابوالعباس احمد جمال الدین سلیمان بن عمر الدرعی ، ابوالفرج عبدالرحمن بن محمد مقدسی ، البدر محمد بن ابراہیم بن جماعة ، الشمس محمد بن ابی بکر بن نقیب ۔ الشہاب محمد بن عبدالخالق انصاری الشرف ہبۃ اللہ ابن عبدالرحیم البارزی ، ابوالحجاج یوسف بن عبدالرحمن مزی وغیرہم ع۳

ع۱ مقدمہ شرح متن الاربعین مطبوعہ قطر
ع۲ ایضاً
ع۳ مقدمہ شرح متن الاربعین مطبوعہ قطر

تصانیف

حضرت امام نووی رحمہ اللہ قابل مدرّس اور شب زندہ دار عابد ہونے کے ساتھ ساتھ صاحبِ قلم بھی تھے اور آپ کے علمی شاہکار ہر دور میں مقبول رہے۔ آپ کی چند تصانیف درج ذیل ہیں :۔

(۱) شرح مسلم (۲) ریاض الصالحین (۳) الاذکار (۴) الاربعین (۵) التبیان (۶) مختصر التبیان (۷) المنہاج (۸) الفتاویٰ (۹) الایضاح (۱۰) الایجاز (۱۱) تحریر الفاظ التنبیہ (۱۲) تہذیب الاسماء واللغات (۱۳) مختصر اسد الغابۃ (۱۴) مناقب الشافعی (۱۵) شرح مہذب (۱۶) بستان العارفین [۱]

اخلاق و وصال

حضرت امام نووی رحمہ اللہ نہایت متقی اور پیکرِ عمل شخصیت تھے۔ زندگی کی آسائشوں سے کنارہ کش رہتے تھے۔ راتوں کو جاگنا اور عبادت و تصنیف میں مشغول رہنا آپ کا معمول تھا۔ شاہانِ وقت اور امراء کو برملا نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے تھے۔ آپ نے دو دفعہ حج بیت اللہ کیا اور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔ ۱۴ رجب المرجب ۶۷۶ھ میں اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

اربعین نووی کے ترجمہ و توضیح کے سلسلے میں استاذ محترم ادیب اہلسنت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری دامت برکاتہم العالیہ نے قدم قدم پر مفید مشوروں کے ذریعے راہنمائی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ اُن کے علمی فیوضات میں برکت عطا فرمائے اور مسلمانوں کو اُن سے بیش از بیش استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ناچیز : محمد صدیق ہزاروی
مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور
یکم رمضان المبارک ۱۴۰۹ھ

---

[۱] علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری ، مقدمہ ریاض الصالحین (اردو) فرید بک سٹال لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تعریفِ حدیث :

حدیث کا لغوی معنیٰ "کلام" ہے اور جمہور محدثین کی اصطلاح میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل، تقریر، صحابہ کرام کے قول، فعل اور تقریر اور تابعین کے قول، فعل اور تقریر کو حدیث کہا جاتا ہے۔

نوٹ :

تقریر کا معنیٰ یہ ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں کسی شخص نے کوئی عمل کیا یا کوئی بات کہی اور آپ نے اس کو منع نہیں فرمایا اور نہ ہی اُس کا رد کیا بلکہ خاموشی اختیار فرمائی۔ اسی طرح کسی صحابی یا تابعی کے سامنے کوئی عمل یا قول پایا گیا اور انہوں نے اس کا رد نہ کیا تو یہ بھی حدیث ہے۔

حجیتِ حدیث :

حجیت کا معنیٰ کسی چیز کا دلیل ہونا ہے۔ اس لئے حجیتِ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ احکامِ شرع کو حدیث سے ثابت کیا جائے اور حدیث کو قانونی حیثیت حاصل ہو۔

حدیث کا حجت ہونا (حجیتِ حدیث) قرآن پاک کی متعدد آیات اور احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت واتباع کو ضروری قرار دے کر حدیث کی قانونی اور شرعی حیثیت کو واضح فرمایا۔ اختصار کے پیش نظر چند آیات قرآنی کے اندراج پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے :

(۱) اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ۔

"اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور اُس کے رسول کی اطاعت کرو۔"

(۲) مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا۔

"رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں جو حکم دیں اُسے لے لو اور جس چیز سے روکیں اُس سے رُک جاؤ۔"

(۳) قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ۔

"آپ فرما دیجئے: اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔"

(۴) لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ۔

"تمہارے لئے اللہ کے رسول کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک نازل فرما کر اس کا بیان سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دیا۔ ارشاد خداوندی ہے:

وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْھِمْ۔

"اور ہم نے آپ کی طرف ذکر (قرآن مجید) نازل کیا تاکہ آپ لوگوں کے سامنے وہ احکام بیان کریں جو اُن کی طرف نازل کئے گئے۔"

نیز فرمایا:-

وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ۔

"اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔"

بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حلال و حرام کرنے کا اختیار بھی عطا فرمایا:

يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ	"آپ ان کے لئے پاکیزہ چیزیں حلال اور ناپاک چیزیں حرام کرتے ہیں۔"

یقیناً ان چیزوں کی تفصیل حدیث شریف میں ہے جنہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال یا حرام قرار دیا۔ معلوم ہوا کہ حدیث شریف قرآن پاک کی تشریح و توضیح ہے۔ اسی لئے قرآن پاک وحی متلو ہے (جس وحی کی تلاوت کی جاتی ہے) اور حدیث کو وحی غیر متلو (جس کی تلاوت نہیں کی جاتی) کہا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حدیث شریف کی قانونی حیثیت کو بڑے واضح الفاظ میں بیان فرمایا۔ ارشادِ خداوندی ہے:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ۔	"آپ کے رب کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے جھگڑوں میں آپ کو اپنا حاکم تسلیم نہ کریں۔"

اصطلاحات و اقسامِ حدیث

مرفوع:

جس حدیث کی سند رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہو اُسے مرفوع کہتے ہیں۔

موقوف: جس حدیث کی سند کسی صحابی تک پہنچتی ہو اُسے موقوف کہا جاتا ہے

مقطوع :

وہ حدیث جس کی سند کسی تابعی تک پہنچے وہ مقطوع ہے [1]

سندِ حدیث

سند یا اسناد ان افراد کو کہتے ہیں جن سے حدیث مروی ہو۔

متنِ حدیث :

وہ کلام جس پر سند ختم ہو جائے، متنِ حدیث کہلاتا ہے۔

مُتَّصِل :

اگر حدیث کے راویوں میں سے کوئی راوی ساقط نہ ہو بلکہ سند مسلسل ہو تو اُسے حدیثِ متصل کہتے ہیں۔

مُنقَطِع :

اگر سند کے درمیان سے ایک یا زیادہ راوی ساقط ہوں تو اُسے حدیث منقطع کہتے ہیں۔

مُعَلَّق :

اگر سند کی ابتدا سے کوئی راوی ساقط ہو تو اُسے حدیثِ معلق کہتے ہیں۔

مُرسَل :

اگر سند کے آخر سے کوئی راوی ساقط ہو۔ مثلاً تابعی براہِ راست سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرے اور صحابی کا نام نہ لے تو یہ حدیث مرسل ہے۔

---

[1] یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول، فعل اور تقریر حدیثِ مرفوع، کسی صحابی کا قول، فعل اور تقریر حدیث موقوف اور تابعی کا قول، فعل اور تقریر حدیثِ مقطوع ہے۔

مُعضَل :

اگر سند کے درمیان سے دو راوی اکٹھے ساقط ہوں تو اُسے حدیث معضَل کہتے ہیں۔

مُدلّس :

اگر راوی اپنے شیخ کی بجائے اُس سے اوپر والے شیخ کا نام لے اور ایسا لفظ استعمال کرے جس سے سماع کا شبہ پڑتا ہو تو یہ حدیث مدلّس ہے۔

مُدرَج :

اگر حدیث کے راوی کی طرف سے سند یا متن میں تقدیم و تاخیر یا کمی زیادتی واقع ہو تو اسے حدیث مدرج کہا جاتا ہے۔

مُعَنْعَن :

جس حدیث کو لفظ عَنْ کے ساتھ روایت کیا جائے وہ حدیث معنعن کہلاتی ہے۔

شاذ :

ثقہ راوی، اپنے سے زیادہ ثقہ راوی کی مخالفت کرے تو یہ حدیث شاذ کہلاتی ہے۔ اس کے مقابل حدیث محفوظ ہے۔

منکر :

زیادہ ضعیف راوی، کم ضعیف راوی کی مخالفت کرے تو اُسے حدیث منکر کہا جاتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں حدیث معروف ہے۔

صحیح :

وہ حدیث جو عادل، تام الضبط اور متصل السند راویوں سے مروی اور منقول ہو اسے حدیث صحیح کہا جاتا ہے۔

صحیح لذاتہ :

اگر مندرجہ بالا صفات بطور کمال پائی جاتی ہوں تو صحیح لذاتہ ہے۔

صحیح لغیرہٖ :

اگر صفات بطور کمال نہ پائی جاتی ہوں اور اس نقصان کو کثرت طرق سے پورا کیا جاتا ہو تو اسے صحیح لغیرہٖ کہا جاتا ہے۔

حَسَن لذاتہ :

اگر صحیح کے راویوں کی صفات بطور کمال نہ ہوں اور وہ کمی کثرتِ طُرق سے پوری نہ ہو تو یہ حدیث حسن لذاتہ کہلاتی ہے۔

حَسَن لغیرہٖ :

اگر ضعیف حدیث کے ضُعف کا نقصان کثرتِ طُرق کی وجہ سے پورا ہو چکا ہو تو یہ حدیث حسن لغیرہٖ کہلاتی ہے۔

حدیثِ غریب :

اگر حدیثِ صحیح کا راوی ایک ہی ہو تو اسے حدیث غریب کہتے ہیں۔

عزیز :

اگر حدیث صحیح کے راوی دو ہوں تو اسے حدیث عزیز کہا جاتا ہے۔

مشہور : اگر دو سے زیادہ راوی ہوں تو اسے حدیث مشہور کہتے ہیں۔

متواتر : اگر حدیث کے راویوں کی تعداد اس حد کو پہنچ جائے کہ ان کا جھوٹ پر متفق ہونا ناممکن ہو تو یہ حدیث متواتر ہے۔

ضعیف :

وہ حدیث ہے جس میں صحیح یا حسن کی شرائطِ معتبرہ میں سے ایک یا سب سے زائد شرائط مفقود ہوں اور راوی میں عدالت و ضبط نہ ہو۔ ؎

(حاشیہ صفحہ ۱۷ پر ملاحظہ فرمائیں)

اقسامِ کتبِ حدیث

کتبِ حدیث کی بعض اقسام درجِ ذیل ہیں:

صحیح:

جس کتاب کے مصنف نے صرف صحیح احادیث کا التزام کیا ہو۔ جیسے صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہ۔

جامع:

جس کتاب میں درج ذیل آٹھ عنوانوں کے تحت احادیث لائی جائیں۔ سیر، آداب، تفسیر، عقائد، احکام، اشراط، مناقب جیسے جامع ترمذی وغیرہ۔

مُسند:

جس کتاب میں ترتیبِ صحابہ سے احادیث لائی جائیں یعنی ایک صحابی کی تمام مرویات اکٹھی ہوں جیسے مُسند امام احمد بن حنبل۔

سُنَن: جس کتاب میں فقہی ابواب کے اعتبار سے احادیث لائی جائیں جیسے سُنن ابی داؤد۔

مُعجم: جس کتاب میں ترتیبِ شیوخ سے احادیث لائی جائیں جیسے معجم طبرانی۔

مُستخرج: جس کتاب میں کسی اور کتاب کی احادیث کو ثابت کرنے کے لئے ان احادیث کو مصنف کتاب کے شیخ یا شیخ الشیخ کی دیگر اسناد سے وارد کیا جائے۔ جیسے مستخرج لابی نعیم علی البخاری۔

مُستدرَک: جس کتاب میں مختلف ابواب کے تحت اُن احادیث کو لایا جائے جو اُن ابواب میں کسی اور مصنف سے رہ گئی ہوں۔ جیسے مُستدرَک علی الصحیحین۔

ؔ عدالت سے مراد کسی شخص میں ایسے ملکہ (قوت) کا پایا جانا ہے جو اسے تقویٰ و مروت پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہنے کی ترغیب کرتا ہو۔ اور ضبط سے وہ حفظ اور قوت یادداشت مراد ہے جس کے باعث سنی ہوئی روایات میں خلل، و الفاظ کے چھوٹنے سے محفوظ رہتا ہے۔

رسالہ :

جس کتاب میں جامع کے آٹھ عنوانوں میں سے کسی ایک عنوان کے تحت احادیث ہوں۔ جیسے امام احمد کی کتاب الزہد۔ (آداب میں) ابن جریر طبری کی کتاب (تفسیر میں)

جزء :

جس کتاب میں ایک موضوع پہ احادیث ہوں۔ جیسے امام بخاری کی جزء القراۃ خلف الامام۔

اربعین :

جس کتاب میں چالیس احادیث ہوں۔ جیسے اربعین نووی۔

امالی : جس کتاب میں شیخ کے املاء کرائے ہوئے فوائد ہوں جیسے امالی امام محمد۔

اطراف :

جس کتاب میں حدیث کا صرف وہ حصہ ذکر کیا جائے جو بقیہ پہ دلالت کرے اور پھر اس حدیث کے تمام طُرق اور اسانید بیان کر دیئے جائیں یا بعض کتب مخصوصہ کی اسانید بیان کی جائیں جیسے اطراف الکتب الخمسہ لابی العباس۔

صحاح ستہ :

صحاح ستہ سے درج ذیل چھ کتابیں مراد ہیں :

صحیح بخاری[1]، صحیح مسلم[2]، جامع ترمذی[3]، سنن ابی داؤد[4]، سنن نسائی[5] اور سنن ابن ماجہ[6]۔

نوٹ : بعض محدثین کے نزدیک سنن ابن ماجہ کی جگہ موطا امام مالک صحاح ستہ میں شامل ہے۔

الحديث الأول

الإخــلاص

عَنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ أَبِي حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ـ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ـ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ : « إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوى ، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِدُنْيَا يُصِيبُهَا أَو امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ » . رَوَاهُ إِمَامَا الْمُحَدِّثِينَ : أَبُو عَبْدِ اللهِ مُحَمَّدُ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ بَرْدِزْبَهْ الْبُخَارِيُّ ، وَأَبُو الْحُسَيْنِ مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ بْنِ مُسْلِمٍ الْقُشَيْرِيُّ النَّيْسَابُورِيُّ فِي صَحِيحَيْهِمَا اللَّذَيْنِ هُمَا أَصَحُّ الْكُتُبِ الْمُصَنَّفَةِ

حل لغات :۔

امرءٌ مرد اس کی مؤنث امرأۃ (عورت) ہے ۔ راء کی حرکت وہی ہوتی ہے جو آخری حرف پر ہو (مصباح اللغات) یہاں امرأ مجرور ہونے کی وجہ سے راء کے نیچے بھی کسرہ ہے۔ ہمزہ وصل سابقہ کلمہ سے اتصال کے وقت گر جاتا ہے۔ نوی ۔ نیت کی اصل میں نَوَیَ تھا لفیف مقرون ثلاثی مجرد ہے۔ ہجرۃ بروزن فعلۃ مصدر ہے

چھوڑنا یصیبھا اسے حاصل کرے باب افعال سے مضارع معروف کا صیغہ ہے۔ اور ضمیر منصوب اس سے متصل ہے۔ ینکحھا۔ وہ اس عورت سے نکاح کرے۔ ثلاثی مجرد سے مضارع کا صیغہ ہے اور ضمیر منصوب متصل ہے۔

ترجمہ:۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: بے شک اعمال (کے ثواب) کا دارومدار نیتوں پر ہے اور بلاشبہ ہر شخص کے لئے وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی۔ پس جس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہو اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہی (شمار) ہوگی اور جس کی ہجرت دنیا کے لئے ہو کہ اسے حاصل کرے یا کسی عورت کے لئے کہ اس سے نکاح کرے تو اس کی ہجرت اسی کی طرف (شمار) ہوگی جس کی طرف اس نے ہجرت کی ہے۔

توضیح:۔

اس حدیث میں نیت کی اہمیت بیان کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ بلاشبہ مومن کے اچھے اعمال قربِ خداوندی اور حصولِ مغفرت کا ذریعہ ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ یہ اعمال اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاجوئی کے لئے کئے جائیں۔ دنیاوی غرض یا ریاکاری کے لئے کئے جانے والے اعمال بظاہر کتنے اہم ہی کیوں نہ ہوں سُودمند نہیں ہوتے۔ اس سلسلے میں ہجرت کی مثال دی گئی کہ ہجرت کرنے والا جب اپنے وطن کو چھوڑتا ہے تو وہ بہت بڑی قربانی پیش کرتا ہے لیکن اس قربانی کا ثواب بھی تب ہی حاصل ہوگا جب ہجرت، اللہ اور اس کے رسول کی رضامندی کے لئے ہو۔ یہاں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جب خالص نیت کے بغیر اتنا بڑا عمل بیکار ہو جاتا ہے تو باقی اعمال کا کیا حال ہوگا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ہم ہر اچھا کام صرف اور صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کریں۔

الحديث الثاني

قواعد الإسلام

عَنْ عُمَرَ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُ - أَيْضاً قَالَ : « بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ . شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعْرِ ، لا يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ وَلا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ ، حَتَّى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلَى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى فَخِذَيْهِ وَقَالَ ، يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِسْلَامِ ؟! فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : الْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لا إِلَهَ إِلاَّ اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللهِ . وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ . وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ . وَتَصُومَ رَمَضَانَ . وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلاً . قَالَ : صَدَقْتَ ، فَعَجِبْنَا لَهُ يَسْأَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ ، قَالَ : فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِيمَانِ ؟ قَالَ : أَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ ، قَالَ : صَدَقْتَ . قَالَ : فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِحْسَانِ ؟! قَالَ : أَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ . فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ قَالَ : فَأَخْبِرْنِي عَنِ السَّاعَةِ ؟ قَالَ : مَا الْمَسْؤُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ . قَالَ : فَأَخْبِرْنِي عَنْ أَمَارَاتِهَا ؟ قَالَ : أَنْ تَلِدَ الْأَمَةُ رَبَّتَهَا . وَأَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ . يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَانِ . ثُمَّ انْطَلَقَ ، فَلَبِثْتُ مَلِيّاً . ثُمَّ قَالَ

يَا عُمَرُ أَتَدْرِي مَنِ السَّائِلُ ؟ قُلْتُ : اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ .
قَالَ : فَإِنَّهُ جِبْرِيلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ » رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

حل لغات :-

جُلُوسٌ (جَالِسٌ کی جمع) بیٹھے ہوئے ، ذَاتَ يَوْمٍ ۔ ایک دن ، طَلَعَ ظاہر ہوا ، نمودار ہوا ۔ فَأَسْنَدَ ۔ اُس نے ملائے ، رُكْبَتَيْهِ ۔ اپنے دونوں گھٹنے أَمَارَاتٌ (امارة کی جمع) علامات ، رَبَّتَهَا ۔ اس کا آقا ۔ اَلْحُفَاةَ ۔ (حَافٍ کی جمع) ننگے پاؤں والے ، اَلْعُرَاةَ (عَارٍ کی جمع) ننگے جسم والے ، رُعَاءُ (رَاعٍ کی جمع) چرواہے يَتَطَاوَلُونَ ۔ ایک دوسرے پر فخر کریں گے ، اَلْبُنْيَانَ ۔ عمارات ، مَلِيًّا ۔ کچھ دیر ، اَلْعَالَةَ بھوکے ، محتاج ، فقیر ۔

ترجمہ :-

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ، فرماتے ہیں ایک دن ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص جس کے کپڑے نہایت سفید اور بال بہت سیاہ تھے ، ہمارے پاس آیا اُس پر نہ تو سفر کے آثار دکھائی دیتے تھے اور نہ ہی ہم میں سے کوئی اُسے پہچانتا تھا ، یہاں تک کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (سامنے) بیٹھ گیا اُس نے اپنے گھٹنے آپ کے گھٹنوں سے ملائے اور ہاتھوں کو اپنی رانوں پر رکھا ، پھر اُس نے عرض کیا اے محمد ! (صلی اللہ علیہ وسلم) "مجھے اسلام کے بارے میں بتائیے"۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا " اسلام یہ ہے کہ تم گواہی دو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے (خاص) بندے اور رسول ہیں ، نماز قائم کرو ، زکوٰۃ ادا کرو ، رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ شریف کا حج کرو اگر اس کی طرف جانے کی استطاعت ہو"۔
اس نے کہا " آپ نے سچ فرمایا"
ہم نے اس پر تعجب کیا کہ پوچھتا ہے اور تصدیق بھی کرتا ہے (پھر) اُس نے کہا ۔

~~۶۹۷۰۰~~ 86200

"مجھے ایمان کے بارے میں بتائیے"۔ آپ نے فرمایا "یہ کہ تم اللہ تعالیٰ پر، اُس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، آخرت کے دن اور خیر و شر کی تقدیر پر ایمان رکھو"۔ اس نے کہا "آپ نے سچ فرمایا"۔

(پھر) اس نے کہا "مجھے احسان کے بارے میں بتائیے۔ آپ نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ کی (یوں) عبادت کرو کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے تو وہ تو تمہیں یقیناً دیکھ رہا ہے"۔ اُس نے عرض کیا "آپ نے سچ فرمایا" (اس کے بعد) اس نے کہا "مجھے قیامت کے بارے میں خبر دیجئے"۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جس سے بھی یہ سوال کیا جائے وہ کسی بھی سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا"۔ اس نے عرض کیا "تو پھر قیامت کی علامات بتا دیجئے"۔ آپ نے ارشاد فرمایا (قیامت کی علامت یہ ہے کہ) "لونڈی اپنے آقا کو جنے گی اور تم ننگے پاؤں، ننگے جسم والوں، بھوکوں اور بکریاں چرانے والوں کو دیکھو گے کہ وہ بلند و بالا عمارتوں کے وسیع سلسلے میں ایک دوسرے پر فخر کریں گے"۔

پھر وہ اجنبی چلا گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑی دیر ٹھہرنے کے بعد فرمایا "اے عمر! (رضی اللہ عنہ) جانتے ہو سائل کون تھا"؟ میں نے عرض کیا "اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں"، آپ نے فرمایا "یہ جبریل علیہ السلام تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے"۔

توضیح :-

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے معلم کائنات بنا کر مبعوث فرمایا آپ کی تعلیم کے مختلف انداز تھے کبھی آپ خود مسئلہ بیان فرما دیتے۔ کبھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پوچھنے پر ارشاد فرماتے اور کبھی کوئی اجنبی شخص آکر مسائل پوچھتا آپ جو جواب ارشاد فرماتے اس سے صحابہ کرام کو بھی بالواسطہ علم حاصل ہو جاتا یہاں بھی تیسرا طریقہ اختیار کیا گیا۔ آج کے دور میں انٹرویو کے ذریعے قوم کو مختلف مسائل سے آگاہ کیا جاتا ہے۔ یہ حدیث اس کی بنیاد بن سکتی ہے۔

اس حدیث میں مندرجہ ذیل امور پر روشنی پڑتی ہے۔

۱ کلمۂ طیبہ کی شہادت، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کا نام اسلام ہے۔

۲ اللہ تعالیٰ، انبیاءِ کرام، فرشتوں، آسمانی کتابوں، روزِ قیامت اور تقدیر کو دل سے ماننا ایمان ہے۔

۳ اس انداز سے عبادت کرے کہ گویا میں خدا کو دیکھ رہا ہوں اور اگر یہ کیفیت نہ ہو تو یقین رکھے کہ وہ مجھے دیکھ رہا ہے اور یہ مقام احسان اور اخلاص ہے۔

۴ قیامت کا مخصوص وقت پوشیدہ رکھا گیا ہے البتہ اس کی نشانیاں بتائی گئی ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں کہ قربِ قیامت میں اولاد اپنے ماں باپ کی نافرمان ہو جائے گی۔ گویا بیٹا آقا اور ماں لونڈی کی حیثیت میں ہوگی (اس کے کچھ دیگر مطالب بھی ہیں جو بڑی کتابوں میں دیکھے جا سکتے ہیں) وہ لوگ جو کسی وقت بھوکے ننگے تھے بڑی بڑی عمارتیں بنائیں گے اور ایکدوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں گے۔

۵ حضرت جبریل علیہ السلام جن کی اصل نور ہے انسانی لبادے میں تشریف لائے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نوری مخلوق بشری لباس میں آسکتی ہے۔ لہٰذا ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت آپ کی نورانیت کے منافی نہیں

الحديث الثالث

في دعائم الإسلام

عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُ - قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ : « بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ : شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلاَّ اللهِ ، وَأَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللهِ ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ ، وَحَجِّ الْبَيْتِ ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ » رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ .

حل لغات :-

بُنِیَ - بنیاد رکھی گئی ، خَمْسٌ - پانچ ۔ اِیْتَاءٌ - ادا کرنا ۔

ترجمہ :-

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں ۔ نماز قائم کرنا ، زکوٰۃ ادا کرنا ، بیت اللہ کا حج کرنا اور (ماہ) رمضان کے روزے رکھنا ۔

توضیح :-

اسلام اطاعت و فرمانبرداری کا نام ہے اور ہر اچھا کام اسلام میں داخل ہے ۔ یہاں اسلام کے بنیادی امور کا ذکر کیا گیا ہے جو پانچ ہیں (۱) کلمہ طیبہ کی شہادت نماز ، روزہ ، زکوٰۃ اور حج ۔ یوں سمجھئے کہ اسلام ایک عمارت کی طرح ہے اگرچہ عمارت کی بناوٹ اور سجاوٹ میں بے شمار چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے لیکن بنیادیں چند چیزیں ہوتی ہیں ۔ اسی طرح عمارت کے بالائی حصہ کو جتنا مضبوط کیا جائے اور

اس کی جس قدر آرائش کی جائے جب تک بنیادیں مضبوط نہ ہوں مکان ٹھہر نہیں سکتا۔

اسلام کی عمارت کو بھی بے شمار اعمال صالحہ سے سجایا جاتا ہے لیکن اس کی بنیاد ان پانچ امور پر رکھی گئی ہے۔ اور جب تک یہ نہ ہوں اسلامی عمارت کا ٹھہرنا ناممکن ہے۔

ان پانچ امور میں سے پہلی بات یعنی کلمۂ شہادت سب سے اہم ہے کیونکہ باقی چار امور کا تعلق احکام سے ہے۔ اور احکام کو اسی وقت قبول کیا جاتا ہے جب حکم دینے والے کی حاکمیت کو تسلیم کیا جائے۔ گویا کلمۂ شہادت کے ذریعے اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی حاکمیت کو تسلیم کرنے کے بعد نماز روزہ، زکوٰۃ اور حج کی صورت میں ان کے احکام کو ماننا پڑتا ہے۔

الحديث الرابع

أحــوال الإنسان

عَنْ أَبي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُ - قَالَ : حَدَّثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ : « إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْماً نُطْفَةً ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَ ذَلِكَ ، ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ يُرْسَلُ إِلَيْهِ الْمَلَكُ فَيَنْفُخُ فِيهِ الرُّوحَ وَيُؤْمَرُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ : بِكَتْبِ رِزْقِهِ وَأَجَلِهِ وَعَمَلِهِ وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيدٌ ، فَوَا الَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ إِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتَّى مَا يَكُونَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ

فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا ، وَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتَّى مَا يَكُونَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقَ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا » رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ .

حل لغات :-

اَلصَّادِقُ - سچا ، اَلْمَصْدُوْقُ - جس کی سچائی مسلمہ ہو، بَطْنٌ - پیٹ نُطْفَۃٌ - مادہ منویہ مادۂ حیات ، عَلَقَۃٌ - جما ہوا خون ، مُضْغَۃٌ - گوشت کا لوتھڑا ، شَقِیٌّ - بدبخت ، سَعِیْدٌ - نیک بخت ، ذِرَاعٌ - ہاتھ ، گز ،

ترجمہ :-

حضرت ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا اور آپ صادق ہیں آپ کی صداقت مسلمہ ہے ، کہ تم میں سے ہر ایک کا مادۂ تخلیق اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک نطفے کی شکل میں جمع رہتا ہے پھر اتنی مدت تک جما ہوا خون ہوتا ہے پھر اسی طرح (چالیس دن) گوشت کے لوتھڑے کی شکل میں رہتا ہے۔

پھر اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجا جاتا ہے جو اس میں روح پھونکتا ہے اور اسے چار باتوں یعنی اس کے رزق، موت، عمل اور بدبختی و نیک بختی کے لکھنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ پس اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ تم میں سے ایک جنتیوں والے عمل کرتا ہے حتیٰ کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو لکھا ہوا (تقدیر) اس پر غالب آجاتا ہے پس وہ جہنمیوں جیسے اعمال کر کے جہنم میں داخل ہوتا ہے۔

اور بے شک تم میں سے ایک جہنم والوں کی طرح عمل کرتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جہنم کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو لکھا ہوا (تقدیر) اس پر

غالب آجاتا ہے تو وہ اہل جنت کی طرح عمل کر کے جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

توضیح :-

اس حدیث میں بچے کی پیدائش کے سلسلے میں ان مراحل کا ذکر ہے جو شکم مادر میں طے ہوتے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ابھی بچے کے اعضاء بھی نہیں بنتے کہ اس کے رزق، عمل، نیک بختی، بدبختی اور موت وغیرہ کے بارے میں لکھ دیا جاتا ہے اور جو کچھ لکھا جاتا ہے انجام کار وہی ہوتا ہے اگر کسی کا خاتمہ ایمان پر ہونا ہے اور اس کا ٹھکانا جنت ہے تو وہ زندگی بھر بداعمالیوں میں مبتلا رہنے کے بعد موت سے پہلے راہِ راست پر آجاتا ہے اور اگر کسی کا انجام برا ہے اور اس نے جہنم میں جانا ہے تو عمر بھر اعمال صالحہ انجام دینے کے باوجود مرنے سے پہلے تقدیر اسے گمراہی کی راہ پر ڈال دیتی ہے۔ اگرچہ تقدیر کا مسئلہ نہایت نازک ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام تک کو اس موضوع پر گفتگو سے منع فرمایا ہے عوام الناس کے ذہنوں میں پائی جانے والی ایک اُلجھن کہ جب سب کچھ تقدیر کے مطابق ہے تو گناہ کے سلسلے میں انسان کا کیا قصور ہے؟ کی وضاحت ضروری ہے اس ضمن میں مفتی اعظم حضرت علامہ صدر الشریعۃ مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف بہارِ شریعت کا یہ اقتباس ملاحظہ کیجئے۔

"ہر بھلائی برائی اس (اللہ تعالیٰ) نے اپنے علم ازلی کے موافق مقدر فرما دی ہے جیسے ہونے والا تھا اور جو جیسا کرنے والا تھا اپنے علم سے جانا اور وہی لکھ لیا تو یہ نہیں کہ جیسا اس نے لکھ دیا ویسا ہم کو کرنا پڑتا ہے بلکہ جیسا ہم کرنے والے تھے ویسا اُس نے لکھ دیا۔ زید کے ذمہ برائی لکھی اس لئے کہ زید برائی کرنے والا تھا اگر زید بھلائی کرنے والا ہوتا وہ اس کے لئے بھلائی لکھتا تو اس کے علم یا لکھ دینے سے کسی کو مجبور نہیں کر دیا تقدیر کے انکار کرنے والوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امت کا

مجوس بتایا“ (بہارِ شریعت : حصہ اوّل : ص۵)

سوالات

س ۱ :۔ اربعین نووی کے مرتب امام نووی رحمہ اللہ کے سوانح حیات اور دینی، علمی کارناموں پر ایک نوٹ لکھیں؟

س ۲ :۔ اربعین کا کیا مطلب ہے؟ اور اسلام میں اس کی کیا اہمیت ہے؟

س ۳ :۔ پہلی حدیث کی روشنی میں ”ہجرت“ کا مفہوم بیان کریں اور بتائیں کہ نیت کی اہمیت کے سلسلے میں ”ہجرت“ کی مثال کیوں دی گئی ہے؟

س ۴ :۔ حدیثِ جبریل کے ضمن میں حضرت جبریل علیہ السلام کا انسانی شکل میں آنا اہلسنّت وجماعت کے ایک عقیدہ کی ترجمانی کرتا ہے۔ اسکی وضاحت کریں۔؟

س ۵ :۔ اسلام، ایمان اور احسان کیا ہیں اور یہ کون کونسی چیزیں ہیں؟

س ۶ :۔ ”مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ“ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قیامت کے بارے میں علم کی نفی کرنا صحیح ہے؟ اگر نہیں تو ان الفاظ سے کیا ثابت ہوتا ہے؟

س ۷ :۔ اسلام کی پانچ بنیادیں کیا ہیں؟ حدیث کے الفاظ میں نقل کریں۔

س ۸ :۔ حدیث ۴ کی روشنی میں انسانی پیدائش کے مراحل اپنے الفاظ میں لکھیں؟

س ۹ :۔ اسی حدیث کے دوسرے نصف حصے میں ایک اسلامی عقیدہ بیان کیا گیا ہے وہ کیا ہے؟

س ۱۰ :۔ مندرجہ ذیل جملوں کی ترکیب لکھیں؟

”فمن کانت هجرته الی الله ورسوله فهجرته الی الله ورسوله“۔

”اذ طلع علینا رجل شدید بیاض الثیاب شدید سواد الشعر“

" الاسلام ان تشهد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ۔
وتقیم الصلوۃ وتؤتی الزکوۃ وتصوم رمضان وتحج البیت"۔

س ۱۱:۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی لکھیں؟
اِمْرُءٌ ، بَيْنَمَا ، ذَاتَ يَوْمٍ ، اَلْحُفَاةُ ، اَلْعُرَاةُ ، اَلْعَالَةُ ، رُعَاءُ ، مَلِيًّا۔

س ۱۲:۔ مَلِيًّا سے پہلے چار الفاظ کا صرفی تجزیہ کریں؟

الحديث الخامس

النهي عن البدع

عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أُمِّ عَبْدِ اللهِ عَائِشَةَ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا - قَالَتْ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : « مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ » رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ . وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ : « مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ » .

حل لغات :۔

اَحْدَثَ ۔ نیا کام جاری کیا ، لَيْسَ مِنْهُ ۔ اس کی بنیاد دین سے نہیں۔
رَدٌّ ۔ مردود۔

ترجمہ :۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس نے ہمارے دین میں کوئی ایسی بات نکالی جس کی بنیاد دین میں نہیں تو وہ مردود ہے"۔ اسے امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ نے روایت کیا ہے۔ امام مسلم کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ جس نے ایسا عمل کیا جس کو دین کی تائید حاصل نہیں وہ نامقبول ہے۔

توضیح :۔

اس حدیث میں ایسے اعمال یا ایسا کام شروع کرنے کی مذمت کی گئی جو دین کے خلاف ہو اور دین اسلام میں اُس کا کوئی ثبوت نہ ہو اسے عام اصطلاح میں بدعت کہا جاتا ہے۔

بدعت کا لغوی معنی " نیا کام" ہے۔ لیکن جس کام کو بدعت کہہ کر اُس کی مذمت کی گئی ہے وہ ہر نیا کام نہیں بلکہ وہ کام مراد ہے جو دین سے ٹکراتا ہو۔ اگر وہ دین سے متصادم نہ ہو بلکہ دین سے ثابت ہو اور اس سے اسلام کو تقویت بھی پہنچتی ہو تو یہ عمل لغوی اعتبار سے تو بدعت کہلائے گا لیکن اُسے بدعت حسنہ (اچھی بدعت) کہیں گے۔ البتہ جب کوئی نیا کام شریعت کے خلاف ہو تو وہ بدعت سیئہ (بُری بدعت) کہلائے گا۔ حدیث شریف کے الفاظ میں واضح طور پر اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ہر نیا کام بُرا اور مردود نہیں بلکہ وہ عمل مردود ہے جس کی بنیاد دین سے نہ ہو اور نہ ہی اسے شریعت کی تائید حاصل ہو۔ لہٰذا میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالس، ایصالِ ثواب کے مختلف طریقے اور اسی طرح کے دیگر معمولاتِ اہلسنت اسلام کے خلاف نہیں بلکہ شریعت میں اُن کی اصل پائی جاتی ہے لہٰذا یہ اعمال بدعت نہیں کہلائیں گے۔

بدعت کی پانچ قسمیں ہیں۔

(۱) واجب ، قرآن و حدیث کو سمجھنے کے لئے علم صرف و نحو حاصل کرنا اسی طرح اصولِ فقہ وغیرہ کی تدوین۔

(۲) مستحب ، جیسے علمی کتب تصنیف کرنا اور مدارس بنانا۔

(۳) حرام ، جیسے (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کے لئے جسم ثابت کرنا اور اس طرح کے دوسرے عقائد۔

(۴) مکروہ ، مساجد کی ایسی تزئین جو نماز میں خلل ڈالتی ہو۔

(۵) مباح ، طرح طرح کے کھانے اور لباس۔ نیز نماز کے بعد مصافحہ کرنا۔

الحديث السادس

ترك الشبهــات

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا - قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: « إِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ وَإِنَّ الْحَرَامَ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُمَا أُمُورٌ مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ. فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ. فَقَدْ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ، كَالرَّاعِي يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يَرْتَعَ فِيهِ، أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى، أَلَا وَإِنَّ حِمَى اللهِ مَحَارِمُهُ، أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ ». رواه البخاری و مسلم

حل لغات:-

بَيِّنٌ ۔ واضح ۔ مُشْتَبِهَاتٌ ۔ جن چیزوں میں شبہ ہو ، اِسْتَبْرَءَ بچالیا ۔ رَاعِیْ ۔ چرواہا ، اَلْحِمٰی ۔ ممنوعہ چراگاہ ، مَحَارِمُ ۔ محرم کی جمع ۔ حرام چیزیں ۔

ترجمہ :-

حضرت ابوعبداللہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا بے شک حلال واضح ہے اور بلاشبہ حرام بھی ظاہر ہے اور ان دونوں کے درمیان کچھ امور ہیں جن کی (حلت وحرمت) میں شبہ ہے بہت سے لوگ ان کو نہیں جانتے ۔ پس جو شخص مشتبہ امور سے بچا

اس نے اپنا دین اور اپنی عزت محفوظ کر لی اور جو آدمی مشتبہ امور میں پڑا (گویا) وہ حرام میں پڑ گیا جیسے وہ چرواہا جو سرکاری چراگاہ کے اردگرد چراتا ہے قریب ہے کہ وہ (جانور) اس ممنوعہ (چراگاہ) میں چرنے لگے۔ سنو! بلاشبہ ہر بادشاہ کی ایک ممنوعہ چراگاہ ہوتی ہے آگاہ رہو! اللہ تعالیٰ کی ممنوعہ چراگاہیں اس کی حرام کردہ اشیاء ہیں۔ خبردار! بے شک جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب وہ صحیح ہوتا ہے تو تمام جسم صحیح ہوتا ہے اور جب وہ خراب ہوتا ہے تو پورا جسم خراب ہو جاتا ہے۔ سنو! وہ (ٹکڑا) دل ہے۔

توضیح :-

اس حدیث شریف میں بنیادی طور پر دو باتوں کا حکم دیا گیا ہے پہلی بات یہ کہ ان امور سے اجتناب کیا جائے جن کا حلال یا حرام ہونا واضح نہیں کیونکہ ان سے بچنا اپنے آپ کو حرام کے قریب جانے سے بچانا ہے۔ اس کی مثال یوں دی گئی ہے کہ جس طرح حکومت نے ایک سرکاری چراگاہ مقرر کی ہوتی ہے اور اس کے اردگرد خاردار تار وغیرہ لگا کر اسے ممنوعہ قرار دیا ہوتا ہے اس تار سے باہر جانور چرانے کی ممانعت نہیں ہوتی لیکن سمجھ دار لوگ وہاں قریب کے علاقے میں جانور اس لئے نہیں چراتے کہ کہیں جانور دوڑ کر اندر نہ چلا جائے۔ اسی طرح شبہے والی باتوں سے اس لئے اجتناب کیا جائے کہ مبادا کہیں حرام تک نہ پہنچ جائیں اور یہی تقویٰ ہے۔ دوسری بات دل کی صفائی سے متعلق ہے کہ چونکہ تمام اعضاء دل کے اشارے پر چلتے ہیں اس لئے اگر دل ٹھیک ہوگا تو تمام اعضاء ٹھیک رہیں گے اور دل خراب ہوگا تو اعضاء غلط حرکات کے مرتکب ہوں گے۔ لہٰذا دل کی اصلاح کی جائے تاکہ وہ باقی اعضاء کو حرام یا مشتبہات کے قریب جانے سے روکے۔

الحديث السابع

النصيحة

عَنْ أَبِي رُقَيَّةَ تَمِيم بْنِ أَوْسٍ الدَّارِيِّ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُ - أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : « الدِّينُ النَّصِيحَةُ ، قُلْنَا : لِمَنْ ؟ قَالَ . لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وعَامَّتِهِمْ ».

رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

حل لغات :-

اَلنَّصِيحَةُ - خیر خواہی ، اَلْأَئِمَّةُ (اِمَامٌ کی جمع) مقتدا ، پیشوا -

ترجمہ :-

حضرت ابو رقیہ تمیم بن اوس داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : دین خیر خواہی ہے ہم نے عرض کیا کس کے لئے (خیر خواہی) آپ نے فرمایا اللہ کے لئے ، اس کی کتاب ، اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) مسلمانوں کے حکمرانوں اور عوام الناس کے لئے -

توضیح :-

اس حدیث شریف میں دین اسلام کو نصیحت قرار دیا گیا ہے۔ نصیحت کا معنی خیر خواہی اور خالص کرنا۔ کھوٹ وغیرہ سے الگ کرنا ہے کہا جاتا ہے "نصح العسل" اس نے شہد کو صاف اور خالص کر دیا ہے -

اللہ تعالیٰ کے لئے خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ اسے ایک معبود مانا جائے، اسے تمام عیبوں مثلاً جھوٹ اور ظلم سے پاک تسلیم کیا جائے اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری کی جائے ۔ قرآن پاک کو خدا کا سچا کلام مانتے ہوئے اس میں بیان کئے ہوئے احکام کو دستورِ حیات بنایا جائے ۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر خواہی

کامفہوم یہ ہے کہ آپ کو خدا کا سچا اور آخری نبی تسلیم کرتے ہوئے آپ کے ان تمام فضائل اور صفات عالیہ کو دل وجان سے مانا جائے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہیں۔ آپ کی بے مثل بشریت۔ نورانیت، علم۔ اختیار اور اسی طرح دیگر صفات کو تسلیم کیا جائے اور آپ کے احکام کی تعمیل کی جائے۔ مسلمان حکمرانوں کی خیر خواہی یہ ہے کہ اچھے کاموں میں تعاون کرتے ہوئے ان کی اطاعت کی جائے اور اگر وہ غلط راستے پر گامزن ہوں تو تعمیری تنقید کے ذریعے ان کی اصلاح کی جائے ہر اچھی بری بات میں اُن کی ہاں میں ہاں ملانا خیر خواہی نہیں ہے اسی طرح عام مسلمانوں کی راہنمائی کرنا انہیں غلط کاموں سے روکنا اور ان کی بھلائی چاہنا ان سے خیر خواہی اور ان کے لئے نصیحت ہے۔

الحديث الثامن

حرمة المسلم

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ۔ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ۔ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ : « أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللّٰهِ ، وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ تَعَالَى » رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِم .

حل لغات :۔

اَنْ اُقَاتِلَ ۔ یہ کہ میں لڑوں ، عَصَمُوْا ۔ بچا لیا ۔ محفوظ کر لیا ، دِمَاءُ ۔ دَمٌ کی جمع) خون ۔

ترجمہ :-

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : مجھے لوگوں سے لڑنے کا حکم دیا گیا یہاں تک کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں ۔ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں ۔ اور جب وہ ایسا کریں تو انہوں نے مجھ سے اپنے خون اور مال محفوظ کر لئے البتہ اسلام کا حق باقی ہے اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے ۔

توضیح :-

اس حدیث شریف میں واضح کیا گیا ہے کہ جب تک کوئی شخص اسلام قبول نہیں کرتا اس سے لڑنا اور اس کے خلاف جہاد کرنا مسلمانوں کی ذمہ داری ہے البتہ یہ کہ وہ جزیہ قبول کر کے ہتھیار رکھ دے اور جب کوئی شخص توحید و رسالت کی گواہی دے دیتا ہے تو اس کی جان ، مال اور عزت محفوظ ہو جاتے ہیں اور مسلمان حکومت پر اس کی حفاظت فرض ہو جاتی ہے ۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ محض کلمہ پڑھ لینے سے بات نہیں بنتی جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حاکمیت کو تسلیم کیا ہے تو ان کے احکامات کو بجا لانا بھی ضروری ہے ۔ علاوہ ازیں اس حدیث میں اس بات کا بھی واضح اعلان کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص مسلمان ہونے کے باوجود شرعی حدود کو پامال کرتا ہے تو وہ سزا سے نہیں بچ سکتا ۔ چنانچہ خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ذاتی دشمن کو معاف کر دیا کرتے تھے ۔ لیکن اسلامی احکام اور حدود کی خلاف ورزی کرنے والوں کو سزا دی جاتی ۔

مذکورہ بالا حدیث میں یہ بھی بتایا گیا کہ اگر کوئی شخص بظاہر اسلام قبول کر لیتا ہے اور اسلامی فرائض بجا لاتا ہے تو اس سے وہی سلوک کیا جائے گا جو دوسرے مسلمانوں سے کیا جاتا ہے اگر اس کا باطن ظاہر کے خلاف ہے تو اللہ تعالیٰ خود اس سے باز پرس فرمائے گا ۔

الحديث التاسع

لا تكليف إلا بقـــدر الاستطاعة

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ صَخْرٍ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُ - قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ : « مَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَاجْتَنِبُوهُ ، وَما أَمَرْتُكُمْ بِهِ فَأْتُوا مِنْهُ ما اسْتَطَعْتُمْ . فإنَّما أَهْلَكَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَثْرَةُ مَسَائِلِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ » . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ .

حل لغات :-

نَهَيْتُكُمْ - میں نے تم کو روکا ، فَاجْتَنِبُوْهُ - پس اس سے پرہیز کرو۔ فَأْتُوا مِنْهُ - اسے بجالاؤ ، أَهْلَكَ - ہلاک کر دیا ، مَسَائِلُ - (مَسْئَلَةٌ کی جمع) سوالات

ترجمہ :-

حضرت ابوہریرہ عبدالرحمن بن صخر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ میں نے تمہیں جس بات سے روکا اس سے باز رہو اور جس بات کا میں نے تمہیں حکم دیا اسے حسبِ طاقت بجالاؤ۔ بے شک تم سے پہلے لوگوں کو اپنے انبیاء کرام علیہم السلام سے بکثرت سوال اور اُن سے اختلاف نے ہلاک کر دیا۔

توضیح :-

اس حدیث شریف میں جہاں ارشاداتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے وہاں بکثرت سوال کرنے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ جو کچھ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ذمّہ داری عائد کی جائے اس کی

بجا آوری ضروری ہوتی ہے۔ سوالات کی صورت میں ذمہ داری بڑھ جاتی ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان ان باتوں پر عمل نہیں کر سکتا اور یوں وہ مجرم ٹھہرتا ہے چنانچہ پہلی امتوں کی ہلاکت کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام سے طرح طرح کے سوالات کر کے اپنے اوپر ذمہ داریوں کا بوجھ ڈال دیتے لیکن ان پر عمل نہ کر سکتے اور اس طرح وہ اپنے نبی کی مخالفت کے مرتکب ہوتے۔

یہاں یہ بات یاد رکھنا ضروری ہے کہ جو باتیں اسلام نے فرض کی ہیں اُن کے بارے میں معلومات حاصل کرنا منع نہیں بلکہ بہتر ہے۔ غیر ضروری سوالات سے منع کیا گیا ہے۔

الحديث العاشر

أكل الحلال

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ « إِنَّ اللهَ تَعَالَى طَيِّبٌ لا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّباً ، وَإِنَّ اللهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ . فَقَالَ تَعَالَى : « يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحاً » . وَقَالَ تَعَالَى : يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ » ، ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ ، يَا رَبِّ . يَا رَبِّ . وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ وَغُذِّيَ بِالْحَرَامِ . فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لَهُ ؟ » رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

حل لغات :-

طَيِّبٌ - پاکیزہ ۔ اَلرُّسُلُ (رسول کی جمع) اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے پیغمبر۔

يُطِيْلُ السَّفَرَ - طویل سفر کرتا ہے ، اَشْعَثَ - پراگندہ بالوں والا ، اَغْبَرَ - گرد آلود چہرے والا ، مَطْعَمُہٗ - اس کا کھانا ، مَشْرَبُہٗ - اس کا مشروب ، مَلْبَسُہٗ - اس کا لباس ،

ترجمہ :-

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک ہی کو قبول کرتا ہے ۔ اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اسی بات کا حکم دیا جس بات کا اس نے رسولوں کو حکم دیا ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔" اے رسولو ! پاکیزہ چیزوں سے کھاؤ اور اچھے کام کرو" اور ارشاد فرمایا " اے ایمان والو ! ان پاکیزہ چیزوں سے کھاؤ جو ہم نے تم کو عطا کیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو ۔"

پھر آپ نے ایک شخص کا ذکر فرمایا جو طویل سفر کرتا ہے ۔ اس کے بال پراگندہ اور چہرہ گرد آلود ہے وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہتا ہے ۔" اے میرے رب ! اے میرے رب !" حالانکہ اس کا کھانا حرام سے ہے ، اس کا پینا حرام سے ہے اور اس کا لباس حرام سے اور اسے حرام سے غذا حاصل ہوتی ہے پس اس کی دعا کیسے قبول ہو ؟

توضیح :-

مذکورہ بالا حدیث میں حرام سے اجتناب کی تعلیم دیتے ہوئے حلال چیزیں کھانے کی رغبت دی گئی ہے اور اس کی عظمت کو یوں واضح فرمایا کہ چونکہ اللہ تعالیٰ پاک ذات ہے لہٰذا وہ ایسی چیز کو پسند کرتا ہے جو پاک ہو اور حرام مال پاک نہیں ہوتا ۔ نیز اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے حلال کا انتخاب فرمایا اور اسی کا انتخاب اس نے اپنے برگزیدہ بندوں انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے بھی کیا ہے جس سے حلال کی عظمت اور حرام کے قابلِ نفرت ہونے کا پتہ چلتا ہے پھر مزید تنبیہ کرتے ہوئے بتایا کہ انسان کی دعا بھی اسی وقت قبول ہوتی ہے جب وہ حلال کھائے جو شخص حرام کھاتا ہے اس کی دعا قبول نہیں ہوتی اگرچہ وہ ایسی حالت میں دعا مانگ رہا ہو جہاں قبولیت

یقینی ہوتی ہے یعنی مسافر جس کی دعا فوراً قبول ہوتی وہ بھی اجابت دعا سے محروم رہتا ہے جب اس کا کھانا پینا اور لباس حرام کی کمائی سے ہو۔ اکبر الہ آبادی نے کہا تھا ؎

جب میں کہتا ہوں کہ یا اللہ میرا حال دیکھ حکم ہوتا ہے کہ اپنا نامۂ اعمال دیکھ

الحديث الحادي عشر

الـــورع

عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ـ سِبْطِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَرَيْحَانَتِهِ ـ رَضِيَ اللهُ عَنْهُما ـ قَالَ: حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ: « دَعْ مَا يَرِيبُكَ إِلَى مَا لا يَرِيبُكَ ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ. وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ: حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

حل لغات:۔

سِبْطٌ ۔ نواسہ ، رَيْحَانَةٌ ۔ پھول ،

ترجمہ:۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے اور چمنِ رسالت کے پھول حضرت ابو محمد حسن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یاد کیا کہ جو چیز تمہیں شک میں ڈالے اُسے چھوڑ کر اس چیز کو اختیار کرو جو تمہیں شک میں نہ ڈالے۔

توضیح:۔

اس حدیث میں مقام تقویٰ بیان کیا گیا ہے کیونکہ تقویٰ و پرہیزگاری کے

لئے شکوک وشبہات والے امور کو چھوڑنا اور غیر مشتبہ امور کو اپنانا ضروری ہے ۔ اسی بات کو ایک دوسری حدیث شریف میں تقویٰ قرار دیتے ہوئے تعلیم دی گئی ہے کہ حلال وحرام واضح ہیں لیکن کچھ امور مشتبہ ہیں جو آدمی مشتبہات سے اجتناب کرتا ہے وہ اپنے دین اور عزت کو محفوظ کر لیتا ہے ۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اعتقاد سے لے کر اخلاق واعمال تک ہر جگہ یقین کی راہ اختیار کی جائے ۔

سوالات

س ۱ :۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت حدیث ۵ کی روشنی میں "سُنت اور بدعت" کا فرق واضح کریں اور بتائیں کہ کیا میلاد النبی منانا، ایصالِ ثواب کی مجالس اور زیارتِ قبور وغیرہ معمولاتِ اہلسُنّت اس حدیث کی روشنی میں بدعت قرار پاتے ہیں یا نہیں ؟

س ۲ :۔ مشتبہات کسے کہتے ہیں اور اُن سے پرہیز کرنے کا کیا فائدہ ہے ؟ اس سلسلے میں حدیث شریف میں ایک مثال بھی دی گئی ہے ۔ اُس کی روشنی میں اِس مسئلے پر ایک مضمون لکھیں ۔

س ۳ :۔ انسانی جسم میں "دِل" کی کیا حیثیت ہے ۔ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں واضح کریں ؟

س ۴ :۔ دین کو "نصیحت" قرار دیا گیا ہے نصیحت کا کیا مطلب ہے اور یہ کسطرح اور کِس کِس کے لئے نصیحت بنتا ہے ؟

س ۵ :۔ انسان کی عزت ، جان اور مال کیسے محفوظ رہ سکتے ہیں ۔ اس بارے میں اسلامی نسخہ لکھیں ؟

س ۶ :۔ حدیث ۸ کے آخر میں یہ الفاظ ہیں " اِلاَّ بِحَقِّ الْاِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ " سیاق وسباق کی روشنی میں ان الفاظ کی مراد واضح کریں ؟

س ۷ :۔ دین پر عمل کے سلسلے میں حدیث ۹ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد

منقول ہے۔ اُس میں مسلمانوں کو کیا تعلیم دی گئی ہے ؟

س ۸ :۔ رزق حلال، اسلامی نقطۂ نگاہ سے کتنا اہم ہے۔ اس سلسلے میں جو حدیث آپ نے پڑھی ہے اُس کی وضاحت کریں۔ نیز بتائیں کہ "رزق حلال" اور دُعا کا آپس میں کیا تعلق ہے ؟

س ۹ :۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی لکھیں ؟

" بَيِّنٌ ، اِسْتَبْرَأَ ، عِرْضٌ ، اَلْحِمٰى ، مُضْغَةٌ ، اَشْعَثَ ، اَغْبَرَ ۔

س ۱۰ :۔ مندرجہ ذیل جملوں کی ترکیب لکھیں ؟

۱۔ " سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان الحلال بين وان الحرام بين وبينهما امور مشتبهات "

۲۔ " فاذا فعلوا ذالك عصموا منى دمائهم واموالهم "

۳۔ " فانما اهلك الذين من قبلكم كثرة مسائلهم واختلافهم على انبيائهم "

س ۱۱ :۔ حدیث ۱۱ کا حدیث ۶ کے ابتدائی کلمات کے ساتھ کیا تعلق ہے واضح کریں۔ ؟

الحديث الثاني عشر

لا تداخل فيما لا يعنيك

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ ـ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ " حَدِيثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهُ هٰكَذَا .

حل لغات :۔

حُسْنٌ ۔ خوبی ، اَلْمَرْءُ ۔ انسان ، لَايَعْنِيْ ۔ بے مقصد ،

ترجمہ :۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انسان کے اسلام میں ایک خوبی بے مقصد کام کو چھوڑ دینا ہے۔

توضیح :۔

انسان کی زندگی نہایت قیمتی ہے لہذا اسے اپنی حیات مستعار کے ایک ایک لمحے کو ان کاموں میں صرف کرنا چاہیئے جن سے اُسے یا دوسرے لوگوں کو فائدہ پہنچے۔

جب کوئی شخص اسلام قبول کرتا ہے تو وہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے احکام اور اس کی رضا کے تابع کر دیتا ہے۔ لہذا مسلمان ہونے کی حیثیت سے وہ صرف ان ہی کاموں میں اپنا وقت اور جسمانی صلاحیتیں صرف کرے جن سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا حاصل ہو اور ان کاموں کا کوئی نتیجہ بھی ہو۔ بے مقصد کاموں میں وقت صرف کرنے کی بجائے وہ وقت اللہ تعالیٰ کے فرائض و واجبات، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں ادا کرنے اور خلق خدا کی خدمت میں خرچ کرنا چاہیئے۔ بے مقصد کام کو چھوڑنا اس قدر اہم ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حُسنِ اسلام سے تعبیر فرمایا۔

الحديث الثالث عشر

المحبة

عَنْ أَبِي حَمْزَةَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُ - خَادِمِ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ» رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ.

حل لغات :۔

اَخِیہِ - اس کا بھائی۔ لِنَفْسِہٖ - اپنی ذات کے لئے

ترجمہ :-

حضرت ابوحمزہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: تم میں سے کوئی (کامل) مسلمان نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ وہ اپنے (مسلمان) بھائی کے لیئے وہ چیز پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

توضیح :-

یہ حدیث تزکیۂ نفس اور اصلاح معاشرہ کے سلسلے میں ایک جامع حدیث ہے کیونکہ اس حدیث شریف میں دی گئی تعلیم پر عمل کرنے سے ہر مسلمان دوسرے مسلمان بھائی کے بارے میں وہی کچھ چاہے گا جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ اور جو بات اسے اپنے بارے میں اچھی نہ لگتی ہو وہ دوسرے کے لئے بھی پسند نہیں کرے گی۔

لہذا وہ دوسرے کو دھوکہ نہیں دے گا کیونکہ وہ چاہتا ہے کہ کوئی شخص اس کو دھوکہ نہ دے وہ چوری نہیں کرے گا کیونکہ وہ نہیں چاہتا کہ اس کا مال چرایا جائے۔ وہ دوسرے کو قتل نہیں کرے گا کیونکہ وہ اپنا قتل پسند نہیں کرسکتا۔

غرضیکہ کسی دوسرے مسلمان بھائی کو نقصان پہنچانے سے پہلے وہ سوچے کہ چونکہ میں یہ بات اپنے بارے میں پسند نہیں کرتا لہذا دوسرے کے ساتھ بھی مجھے یہ سلوک نہیں کرنا چاہیئے۔ اور جب یہ تصور ہر مسلمان کے ذہن میں جاگزیں ہو گا تو ایک صالح معاشرہ تشکیل پائے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کامل ایمان کی علامت قرار دیا ہے۔ کیونکہ ایمان کا تقاضا ہے کہ جس خالق و مالک کو اپنا معبود تسلیم کیا ہے اس کے تمام ماننے والوں کو بھی اپنا بھائی سمجھا جائے

الحديث الرابع عشر

متى يهدر دم المسلم

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ - رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ - قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : « لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ : الثَّيِّبُ الزَّانِي ، وَالنَّفْسُ بِالنَّفْسِ ، وَالتَّارِكُ لِدِينِهِ الْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ » . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ .

حل لغات :-

لَا يَحِلُّ - جائز نہیں ، اَلثَّيِّبُ - شادی شدہ . اَلنَّفْسُ - جان ، انسان ،

ترجمہ :-

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : کسی مسلمان شخص کا (خون) بہانا تین باتوں میں سے ایک کے علاوہ جائز نہیں ، شادی شدہ زانی . جان کے بدلے جان (قصاص) اور اپنے دین کو چھوڑنے والا ، جماعت سے الگ ہونے والا ۔

توضیح :-

مسلمان کی جان بہت ہی قیمتی چیز ہے کیونکہ اس کی زندگی خداوند قدوس کی اطاعت ، دین اسلام کی خدمت اور مخلوقِ خدا کی بھلائی کے لئے وقف ہوتی ہے یا کم از کم اس کی امید ہوتی ہے لہٰذا اس کی حفاظت ضروری ہے ۔

بنا بریں کسی مسلمان کو قتل کرنا جائز نہیں البتہ تین صورتوں میں اسے قتل کیا جا سکتا ہے ۔

۱- جب وہ شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کا مرتکب ہو ۔
۲- جو مسلمان کسی دوسرے شخص کو قتل کرے تو قصاص میں اسے قتل کیا جائے گا

کیونکہ اس نے ایک قیمتی جان ضائع کی لہذا اسے اس کی سزا بصورت قتل دی جائے گی۔

۳۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ دین اسلام کو چھوڑ کر ملت اسلامیہ سے الگ راستہ اختیار کر لے اور (معاذ اللہ) مرتد ہو جائے تو وہ اس لائق ہے کہ اس کے ناپاک وجود سے زمین کو پاک کر دیا جائے کیونکہ اس کا یہ عمل دین اسلام کی حقانیت کے خلاف ایک سازش ہے۔

الحديث الخامس عشر

آداب عاليـــة

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ. وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ ۝. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ

حل لغات :۔

خَيْرٌ ۔ اچھی بات ، لِيَصْمُتْ ۔ چاہیئے کہ خاموش رہے ، فَلْيُكْرِمْ چاہیئے کہ عزت کرے ، جَارَهُ ۔ اس کا پڑوسی ، ضَيْفَهُ ۔ اس کا مہمان ۔

ترجمہ :۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بے شک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ، جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہیئے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن

پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہیئے کہ اپنے پڑوسی کی عزت کرے اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے اپنے مہمان کی عزت کرنا چاہیئے۔

توضیح :-

ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے لیکن اس کی تکمیل اچھے اخلاق اور اعمال سے ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ متعدد احادیث مبارکہ میں ایمان اور اخلاق عالیہ کے باہمی تعلق کو بیان کیا گیا ہے۔

اس حدیث میں ایمان والوں کو چند اہم اور ضروری امور کی طرف متوجہ کیا گیا ہے۔ ان میں سے پہلی بات اچھی گفتگو ہے یا خاموش رہنا۔ کیونکہ زبان انسانی جسم میں ایک ایسا عضو ہے جو تخت پر بھی بٹھا سکتا ہے اور تختۂ دار پر بھی لٹکا سکتا ہے۔ لہذا اس کی حفاظت ضروری ہے۔ اچھی بات سے دوسروں کو فائدہ پہنچتا ہے جب کہ بُری باتیں نقصان دہ ہوتی ہیں لہذا خاموش رہنے سے ایک تو دوسرے لوگ نقصان سے بچ جائیں گے، دوسرے متکلم کی عزت بھی محفوظ رہے گی۔ پڑوسی ایک دوسرے کے قریب ہونے کی وجہ سے گہرا تعلق رکھتے ہیں لہذا اگر ایک آدمی اپنے پڑوسی کی عزت کرے گا تو دوسرا بھی یہی انداز اختیار کرے گا جس کے نتیجے میں وہ پُر سکون زندگی گذاریں گے اور ایک دوسرے کے کام آئیں گے۔ مہمان اللہ تعالیٰ کی رحمت بن کر آتا ہے لہذا اس کی عزت کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔

الحديث السادس عشر

الغضب

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ — رَضِيَ اللهُ عَنْهُ — : « أَنَّ رَجُلاً قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ : أَوْصِنِي ، قَالَ : لَا تَغْضَبْ ، فَرَدَّدَ مِرَاراً ، قَالَ : لَا تَغْضَبْ » . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ .

حل لغات :-

اَوْصِنِیْ - مجھے نصیحت کیجئے ، فَرَدَّدَ - پس دُہرایا ، مِرَارًا - کئی بار ،

ترجمہ :-

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا " مجھے نصیحت فرمائیے" آپ نے فرمایا "غصہ نہ کھاؤ"، اس نے کئی بار سوال دہرایا تو آپ نے فرمایا "غصہ نہ کھاؤ"

توضیح :-

یہ ایک جامع حدیث ہے اور اس میں پند و نصائح کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہے ۔ سائل کے سوال پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تفصیلی نصیحت کی بجائے صرف ایک بات سے منع فرمایا " یعنی غصہ نہ کھانا "

بظاہر یہ ایک بات سے ممانعت ہے لیکن درحقیقت اس کے ذریعے بے شمار خرابیوں سے روک دیا گیا کیونکہ جب آدمی غصے میں ہوتا ہے تو گالی گلوچ لڑائی جھگڑا حتیٰ کہ قتل تک کا مرتکب ہو سکتا ہے لیکن غصہ نہ کھانے کی صورت میں ان تمام برائیوں سے محفوظ رہ سکتا ہے ۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غصہ دُور کرنے کا طریقہ بھی بتایا ہے آپ نے فرمایا ، جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو وضو کرلے اور ایک روایت کے مطابق آپ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو اگر کھڑا ہو بیٹھ جائے اور بیٹھا ہو تو لیٹ جائے ۔

الحديث السابع عشر

الإحسان

عَنْ أَبِي يَعْلَي شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُ - عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ : « إِنَّ اللهَ كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ ، وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذِّبْحَةَ ،

وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ ، وَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ » . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

حل لغات :۔

اَلْاِحْسَانُ ۔ حُسنِ سلوک ، اَلْقِتْلَةُ ۔ قتل کا طریقہ ، اَلذِّبْحَةُ ۔ ذبح کا ایک خاص طریقہ ، لِيُحِدَّ ۔ چاہیئے کہ تیز کرے ، شَفْرَةٌ ۔ چھری ،

ترجمہ :۔

حضرت ابو یعلیٰ شداد بن اوس رضی اللہ عنہ ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا : بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر چیز میں حسن سلوک فرض کیا ہے پس جب تم قتل کرو تو اچھے طریقے سے قتل کرو اور جب تم ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو اور چاہیئے کہ تم میں سے ایک آدمی اپنی چھری تیز کرے اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچائے ۔

توضیح :۔

اسلام میں حسن سلوک کی بہت زیادہ فضیلت ہے حتیٰ کہ دشمنوں تک سے اچھے سلوک کی تعلیم دی گئی ہے ، ماں بیٹی کا معاملہ ہو ، یا باپ بیٹے کا ، رشتہ داری کے مسائل ہوں یا اہل محلہ کے باہمی تعلقات ، لین دین ہو یا کوئی دوسرا مسئلہ ہر جگہ حسن سلوک کی جھلک نظر آنی چاہیئے ۔ اس حدیث میں اسی بات کو بیان کیا گیا ہے اور اس کی اہمیت کو یوں واضح فرمایا کہ وہ اعمال جن میں لازمی طور پر دوسرے کو تکلیف پہنچتی ہے لیکن ان اعمال کا بجالانا ضروری ہے مثلاً قصاص وغیرہ میں کسی کو قتل کرنا ہو یا جانور کو ذبح کرنا ہو تو یہاں بھی حسن سلوک کا مظاہرہ ہونا چاہیئے ۔

لہذا قاتل کو قصاص میں قتل کرتے ہوئے ہتھیار ایسا ہونا چاہیئے کہ فوراً قتل ہو جائے ۔ جانور کو ذبح کرنے سے پہلے پانی پلایا جائے ۔ چھری تیز ہو ۔ لیکن جانور کے سامنے تیز نہ کریں اور دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کیا جائے ۔

الحديث الثامن عشر

آداب إســلامية

عَنْ أَبِي ذَرٍّ جُنْدُبِ بْنِ جُنَادَةَ وَأَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ مُعَاذِ ابْنِ جَبَلٍ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا - عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «إتَّقِ اللهَ حَيْثُمَا كُنْتَ وَأَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا، وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ». رَوَاهُ التِّرْمِذِي وَقَالَ: حَدِيثٌ حَسَنٌ، وَفِي بَعْضِ النُّسَخِ: حَسَنٌ صَحِيحٌ.

حلِ لغات :-

اِتَّقِ اللهَ - اللہ تعالیٰ سے ڈرو ، اَتْبِعْ - پیچھے لاؤ ، اَلسَّیِّئَۃُ - برائی اَلْحَسَنَۃُ - بھلائی ، نیکی ، تَمْحُهَا - اسے مٹا دے گی ، خَالِق ، (امر کا صیغہ) برتاؤ کرو ، پیش آؤ -

ترجمہ :-

حضرت ابوذر جندب بن جنادہ اور حضرت ابو عبدالرحمن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں ۔ آپ نے ارشاد فرمایا " جہاں بھی ہو ، اللہ تعالیٰ سے ڈرو ، برائی کے بعد نیکی کرو وہ اسے مٹا دے گی ۔ اور لوگوں سے اچھا سلوک کرو ۔ اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور فرمایا یہ حدیث حسن ہے ۔ بعض نسخوں میں ہے یہ حدیث حسن صحیح ہے ۔

توضیح :-

اس حدیث میں تین باتوں کا حکم دیا گیا ہے ۔

(۱) تقویٰ (۲) برائی کا کفارہ نیکی کے ذریعے ادا کرنا اور (۳) حُسنِ اخلاق

تقویٰ تمام اعمال صالحہ کی بنیاد ہے کیونکہ خوفِ خدا (تقویٰ) انسان کو نیکیوں کی

رغبت دیتا اور برائیوں سے روکتا ہے۔

برائی انسان کو خدا سے دور کردیتی ہے اور اگر برائی پر برائی کرتا چلا جائے تو اس کا دل زنگ آلود ہوجاتا ہے اور پھر اس کی صفائی ممکن نہیں ہوتی۔ اس لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر برائی کا ارتکاب ہوجائے تو نیکی کے ذریعے اسے زائل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے گویا نیکی اس کا کفارہ بن جاتی ہے۔ لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے سے معاشرتی روابط بڑھتے ہیں، باہمی محبت اور پیار کی فضا پیدا ہوتی ہے اور نفرتیں کم ہوکر زندگی پُرسکون ہوجاتی ہے۔

الحديث التاسع عشر

عنـاية الله

عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ – رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا – قَالَ : « كُنْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْماً ، فَقَالَ لِي : يا غُلَامُ ، إِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ : إِحْفَظِ اللهَ يَحْفَظْكَ ، إِحْفَظِ اللهَ تَجِـدْهُ تُجَاهَكَ ، إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللهَ ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللهِ ، وَاعْلَمْ أَنَّ الأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللهُ لَكَ ، إِنِ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللهُ عَلَيْكَ ، رُفِعَتِ الأَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ » . رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ .

حل لغات :۔

خَلْفَ ۔ پیچھے ، اِحْفَظْ ۔ حفاظت کرو ، تُجَاهَكَ ۔ تیرے سامنے ،

الْاَقْلَامُ - قَلَمٌ کی جمع ، جَفَّتْ - خشک ہو گئے ، اَلصُّحُفُ - (صحیفہ کی جمع) رجسٹر، کتابیں ۔

ترجمہ :۔

حضرت ابو العباس عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ، آپ نے فرمایا : میں ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھا کہ آپ نے مجھے فرمایا " اے لڑکے ! میں تجھے چند باتیں سکھاتا ہوں ۔ اللہ تعالیٰ کے (حقوق) کی حفاظت کرنا ۔ اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت فرمائے گا ۔ اللہ تعالیٰ (کے حقوق) کی حفاظت کرنا سے اپنے سامنے پاؤ گے ۔ جب مانگو تو اللہ تعالیٰ سے مانگو اور جب مدد طلب کرو تو اللہ تعالیٰ سے طلب کرو اور جان لو ! اگر تمام امت تمہیں کچھ نفع دینے کے لئے جمع ہو جائے (متفق ہو جائے) تو وہ تمہیں وہی کچھ دے سکتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے ۔ اور اگر تمہیں نقصان پہنچانے پر متفق ہو جائیں تو اتنا ہی نقصان پہنچا سکتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے تم پر لکھ دیا ہے ۔ قلم اٹھا دیئے گئے اور رجسٹر خشک ہو گئے ۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے ۔

توضیح :۔

اس حدیث شریف میں احکام خداوندی کی بجا آوری ، دین اسلام کی حفاظت ، توحید خداوندی پر کامل یقین اور تعلق باللہ کی تعلیم دی گئی ہے ۔

حدیث شریف کے پہلے حصے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ اگر تم اپنی حفاظت چاہتے ہو تو اس کا واحد ذریعہ دینِ الٰہی اور شریعتِ اسلامیہ کا تحفظ ہے کیونکہ طاقت اور قوت کا اصل مالک اللہ تعالیٰ ہے اگر وہ تمہاری حفاظت فرمائے گا تو دنیا کی کوئی طاقت تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتی اور اگر اسے چھوڑ کر لوگوں کو طاقت کا سرچشمہ قرار دو گے اور ان پر بھروسہ کرو گے تو یاد رکھو تمام مخلوق مل کر بھی تمہیں اس نقصان سے نہیں بچا سکتی جو تمہاری

تقدیر میں لکھ دیا گیا ہے۔

حدیث کے آخری حصہ میں بھی اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ تمہارے لئے نفع نقصان مقدر ہو چکا ہے لہذا وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا۔ توحیدِ خداوندی کا تقاضا ہے کہ انسان اپنی حاجات اور مشکل اوقات میں صرف اللہ تعالیٰ سے مدد مانگے۔ انبیاء کرام، اولیاء عظام اور دوسرے لوگوں کے وسیلہ سے بارگاہِ خداوندی میں التجا کر سکتا ہے لیکن انہیں خدا یا اس کے برابر سمجھ کر ان سے مدد مانگنا شرک ہے۔ یہاں یہ بات یاد رہے کہ مسلمان موحد جب اولیاء کرام سے سوال کرتا ہے تو وہ ان کو خدا نہیں سمجھتا بلکہ وسیلہ خیال کرتا ہے۔

الحديث العشرون

الحيــاء

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ عُقْبَــةَ بْنِ عَمْرٍو الْأَنْصَارِيِّ الْبَدْرِيِّ – رَضِيَ اللهُ عَنْهُ – قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : « إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْأُولى : إِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ » . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

حل لغات :۔

اَدْرَكَ ۔ اس نے پایا، حاصل کیا، لَمْ تَسْتَحِيِ ۔ تو نے حیا نہ کیا، مَاشِئْتَ ۔ تو جو کچھ چاہے۔

ترجمہ :۔

حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمرو انصاری بدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک پہلی نبوّت (گذشتہ

انبیاء کرام) سے جو کچھ لوگوں نے پایا اس میں سے ایک بات یہ ہے کہ جب تم حیا نہ کرو تو جو چاہو کرو۔

توضیح :۔

یہ ایک جامع حدیث ہے اور برائیوں سے اجتناب کے سلسلے میں ہماری راہنمائی کرتی ہے۔ حیا ایک ایسا وصف ہے جس کے ذریعے انسان بُرے کاموں سے دُور رہتا ہے۔ چاہے خدا وند تعالیٰ سے حیا کرے یا انسانوں سے دونوں صورتوں میں حیاء برائی کے ارتکاب سے روکتا ہے لیکن حیاء سے محرومی کی صورت میں برائی سے بچنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ اس لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حیاء جیسی اعلیٰ صفت کو برقرار رکھنے کا حکم دیا اور بطور تنبیہ فرمایا، کہ جب تم حیاء کے زیور سے مزین نہیں رہے تو اب جو چاہو کرو مطلب یہ ہے کہ اس زیور کو مت اتارو، ورنہ کسی بھی برائی سے بچنا تمہارے لئے ممکن نہیں رہے گا۔

سوالات

س ۱ :۔ " مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَالَا يَعْنِيْهِ " اس حدیث کا ترجمہ اور مطلب لکھیں؟ نیز بتائیں کہ اس حدیث کی روشنی میں "کرکٹ اور ہاکی" وغیرہ کھیلنے کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

س ۲ :۔ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ " اس حدیث پر عمل معاشرتی زندگی پر کس قدر اثر انداز ہو سکتا ہے۔ نیز کیا اس لفظ " اَخِيْهِ " میں کافر کو بھی شامل کیا جا سکتا ہے۔ اگر جواب ہاں میں ہے تو اُس کی کیا صورت ہے؟

س ۳ :۔ کسی مسلمان کا خون بہانا کتنا بڑا گناہ ہے۔ اس کے بارے میں قرآن پاک کی کوئی آیت لکھیں اور حدیث کی روشنی میں بتائیں کہ کسی مسلمان کو کتنی اور کن صورتوں میں قتل کیا جا سکتا ہے؟

س ۴:۔ حدیث ۱۵ میں ایمان والوں کو تین باتوں کا حکم دیا گیا ہے۔ اُنکی وضاحت کریں اور بتائیں کہ انسانی جسم میں زبان کی کیا اہمیت ہے ؟

س ۵:۔ ایک شخص کے سوال پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غصہ نہ کرنے کی وصیت فرمائی بار بار سوال پر یہی بات ارشاد فرمائی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔ اس مسئلے کو واضح کریں اور بتائیں کہ کس طرح غصے کو پی جانا بہت سی خرابیوں کو دُور کر دیتا ہے ؟

س ۶:۔ حدیث ۱۷ نقل کریں۔ اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں ؟

س ۷:۔ حدیث ۱۸ میں بیان کردہ مضامین پر روشنی ڈالیں اور " حُسنِ اخلاق " کی اہمیت واضح کریں ؟

س ۸:۔ ایک حدیث میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کی حفاظت کا نُسخہ بیان کیا گیا ہے۔ بتائیے وہ کونسی حدیث ہے اور کونسا عمل ہے جس کی بُنیاد پر انسان اللہ تعالیٰ کی طرف سے حفاظت کا مستحق ہو سکتا ہے ؟

س ۹:۔ حدیث شریف میں ہے کہ " اگر تمام امت تجھے نفع دینے پر متفق ہو جائے تو نفع نہیں دے سکتی۔ الخ حالانکہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ لوگ ایک دوسرے کو نفع بھی پہنچاتے ہیں اور نقصان بھی۔ بتائیے حدیث کا کیا مطلب ہے ؟

س ۱۰:۔ حدیث کی روشنی میں حیاء کی اہمیت واضح کریں اور بتائیں کہ حدیث میں جو آتا ہے کہ " جب تجھے حیاء نہیں تو جو چاہے کر "۔ کیا اس کا یہ مطلب نہیں کہ ایسے آدمی کو شریعت نے کھُلی چھٹی دے دی۔ اگر ایسا نہیں تو پھر اس کا کیا مطلب ہے ؟

الحديث الحادي والعشرون

الاستقامة

عَنْ أَبِي عَمْرٍو ، وَقِيلَ أَبِي عَمْرَةَ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُ - قَالَ : « قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللهِ ، قُلْ لِي فِي الْإِسْلَامِ قَوْلًا لَا أَسْأَلُ عَنْهُ أَحَداً غَيْرَكَ ، قَالَ : قُلْ : آمَنْتُ بِاللهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ » . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

حل لغات :-

قَوْلٌ - بات ، غَيْرَكَ - آپ کے علاوہ ، اِسْتَقِمْ - ثابت قدم رہ ۔

ترجمہ :-

حضرت ابو عمرو (کہا گیا ہے ابو عمرہ) سفیان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا "یارسول اللہ! مجھے اسلام کے بارے میں ایسی بات بتائیے کہ میں اس کے بارے میں آپ کے علاوہ کسی سے نہ پوچھوں"۔ آپ نے فرمایا "کہو۔ میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا پھر اس پر ثابت قدم رہو"۔

توضیح :-

اس مختصر حدیث میں اسلام سے متعلق بہت کچھ بتایا گیا ہے بظاہر اس کا مفہوم صرف اتنا ہے کہ کلمہ طیبہ پڑھنے کے بعد اس پر ثابت قدمی اختیار کی جائے۔ لیکن غور و فکر کے بعد واضح ہوتا ہے کہ یہ حدیث عقائد و اعمال کی جامع حدیث ہے۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اسے وحدہٗ لاشریک سمجھتے ہوئے ہر اس ذات اور ہر اس چیز پر ایمان لایا جائے جس کی تصدیق کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اور پھر اس کی ذات کو حاکمِ اعلیٰ مانتے ہوئے اس کے احکام کی تعمیل کی جائے اور اس طریقہ پر یوں کاربند ہو کہ بڑے سے بڑا لالچ اور

انتہائی درجہ کا خوف بھی اس کے پائے استقلال میں لغزش پیدا نہ کر سکے۔
درحقیقت استقامت بہت بڑی دولت ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن نے ان لوگوں کو فرشتوں کے نزول کی بشارت دی ہے جو اللہ تعالیٰ کو اپنا رب تسلیم کرنے کے بعد استقامت اختیار کرتے ہیں۔

الحديث الثاني والعشرون

ما يدخل الجنة

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيِّ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا - : « أَنَّ رَجُلاً سَأَلَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ : أَرَأَيْتَ إِذَا صَلَّيْتُ الْمَكْتُوبَاتِ وَصُمْتُ رَمَضَانَ وَأَحْلَلْتُ الْحَلَال وَحَرَّمْتُ الْحَرَامَ وَلَمْ أَزِدْ عَلَى ذَلِكَ شَيْئاً ، أَدْخُلُ الْجَنَّةَ ؟ قَالَ : نَعَمْ » رَوَاهُ مُسْلِمٌ . وَمَعْنَى حَرَّمْتُ الْحَرَامَ : اجْتَنَبْتُهُ ، وَمَعْنَى أَحْلَلْتُ الْحَلَالَ : فَعَلْتُهُ مُعْتَقِداً حِلَّهُ

حل لغات :-

مَكْتُوبَاتُ - فرض نمازیں ، اَحْلَلْتُ - حلال سمجھوں ۔ حلال کو اختیار کروں ، حَرَّمْتُ - حرام سمجھوں ۔ حرام سے اجتناب کروں ،

ترجمہ :-

حضرت ابوعبداللہ جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ایک شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے ہوئے عرض کیا بتائیے جب میں فرض نمازیں ادا کروں ۔ ماہِ رمضان کے روزے رکھوں ، حلال کو اختیار کروں اور حرام سے بچوں اور اس پر کچھ اضافہ نہ کروں تو کیا میں جنت میں داخل ہو

جاؤں گا؟ آپ نے فرمایا "ہاں"

" حَرَّمْتُ الْحَرَامَ " کا مطلب ہے حرام سے اجتناب کروں اور" اَحْلَلْتُ الْحَلَالَ " کا مطلب ہے اسے حلال سمجھتے ہوئے عمل میں لاؤں۔

توضیح:۔

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے فرائض بجالائے حرام سے اجتناب کرے اور حلال اشیاء استعمال کرے تو وہ جنت کا مستحق ہے اگرچہ وہ نفلی عبادت نہ بھی کرے۔

نفلی عبادت انسان کے تزکیہ وطہارت اور بلندیٔ درجات کے لئے ہوتی ہے یقیناً اس سے قرب خداوندی حاصل ہوتا ہے لیکن اگر کوئی شخص فرائض کی ادائیگی پابندی سے کر کے باقی وقت حلال روزی کمانے میں صرف کرتا ہے اور اس کے پاس نوافل کے لئے وقت نہیں بچتا تو یہ شخص یقیناً جنتی ہوگا۔ یہاں فرائض میں صرف نماز اور روزے کا ذکر کیا گیا زکوٰۃ اور حج کا ذکر نہیں کیا۔ اس کی وجہ شاید یہ ہو کہ اُس وقت یہ دونوں عبادتیں فرض نہیں ہوئی تھیں، کیونکہ نماز ہجرت سے پہلے فرض ہوئی۔ روزہ ۲ھ میں اور اس کے بعد اسی سال زکوٰۃ فرض ہوئی جبکہ حج ۹ھ میں فرض ہوا۔

الحديث الثالث والعشرون

الإسراع في الخيرات

عَنْ أَبِي مالِكٍ الْحَارِثِ بْنِ عاصِمٍ الْأَشْعَرِيِّ – رَضِيَ اللهُ عَنْهُ – قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : « الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمانِ، وَالْحَمْدُ للهِ تَمْلَأُ الْمِيزانَ ، وَسُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ للهِ تَمْلَآنِ أَوْ تَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّماءِ وَالْأَرْضِ . وَالصَّلَاةُ نُورٌ ، وَالصَّدَقَةُ

بُرْهَانٌ ، وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ ، وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ .
كُلُّ النَّاسِ يَغْدُو فَبَائِعٌ نَفْسَهُ فَمُعْتِقُهَا أَوْ مُوبِقُهَا » رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

حل لغات :۔

تَمْلَأُ ۔ بھر دیتی ہے ، اَلطُّهُوْرُ ۔ پاکیزگی حاصل کرنا ، بُرْهَانٌ ۔
دلیل ، راہنما ۔

ترجمہ :۔

حضرت ابو مالک حارث بن عاصم اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " پاکیزگی ایمان کا نصف ہے " الحمدللہ ، ترازو کو بھر دیتا ہے " سبحان اللہ اور الحمدللہ ، زمین و آسمان کے درمیان کو بھر دیتے ہیں ۔ نماز نور ہے ، صدقہ راہنما ہے ، صبر روشنی ہے اور قرآن تمہارے حق میں یا تمہارے خلاف دلیل ہے ہر شخص اس حال میں صبح کرتا ہے کہ وہ اپنے نفس کا سودا کرتا ہے پس اسے آزاد کرتا ہے یا اس کو ہلاک کر دیتا ہے ۔

توضیح :۔

اس حدیث شریف میں پاکیزگی ، الحمدللہ اور سبحان اللہ پڑھنے ، نماز ، صدقہ ، صبر اور قرآن کا بیان ہے ۔

اسلام میں ظاہری اور باطنی طہارت کو ایمان کا ایک حصہ قرار دیا گیا ہے کیونکہ جب انسان کا جسم اور لباس پاک ہو ، کھانا حرام سے پاک ہو ، دل تمام اخلاقی برائیوں سے پاک اور صاف ہو تو یہ ایمان کی علامت ہے " الحمدللہ اور سبحان اللہ " کے کلمات اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا پر مشتمل ہیں ۔ ان کے پڑھنے کا بہت زیادہ ثواب ہے اور قیامت کے دن جب اعمال کا وزن ہوگا تو یہ کلمات اعمال صالحہ والے پلڑے کو بھاری کر دیں گے ۔ نماز قربِ خداوندی کا ذریعہ ہے اور برائیوں سے روکنے والی ہے ۔ صدقہ ، صداقت کی دلیل ہے اور صبر اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے کا نام

ہے۔ لہٰذا ان تمام باتوں کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔ جو شخص قرآن پاک پر عمل کرتا ہے قرآن اس کے حق میں گواہ ہوگا اور جو اسے پس پشت ڈال دیتا ہے قرآن اُس کے خلاف گواہی دے گا۔ انسان صبح اُٹھ کر میدانِ عمل میں نکلتا ہے اگر وہ نیک اعمال کرے تو گویا اس نے اپنے نفس کا ایسا سودا کیا کہ اسے جہنم سے آزاد کر دیا اور اگر شیطان کے راستے پر چلے تو یوں سمجھو کہ اس نے نقصان کا سودا کر کے اپنے آپ کو ہلاک اور تباہ و برباد کر دیا۔

الحديث الرابع والعشرون

صفـــات الله

عَنْ أَبِي ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُ - عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيمَا يرْوِيهِ عَنْ رَبِّهِ - عَزَّ وَجَلَّ أَنَّهُ قَالَ : « يا عِبَادِي ، إِنِّي حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلَى نَفْسِي وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّماً ، فَلَا تَظَالَمُوا . يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ ضَالٌ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُهُ فَاسْتَهْدُونِي أَهْدِكُمْ . يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ جَائِعٌ إِلَّا مَنْ أَطْعَمْتُهُ فَاسْتَطْعِمُونِي أُطْعِمْكُمْ . يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ عَارٍ إِلَّا مَنْ كَسَوْتُهُ فَاسْتَكْسُونِي أَكْسُكُمْ ، يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ تُخْطِئُونَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَأَنَا أَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعاً ، فَاسْتَغْفِرُونِي أَغْفِرْ لَكُمْ ، يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ لَنْ تَبْلُغُوا ضُرِّي فَتَضُرُّونِي ، وَلَنْ تَبْلُغُوا نَفْعِي فَتَنْفَعُونِي يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوا عَلَى أَتْقَى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ مَا زَادَ ذَلِكَ فِي مُلْكِي شَيْئاً

يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوا عَلَى أَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ واحِدٍ مِنْكُمْ مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِنْ مُلْكِي شَيْئاً ، يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ قَامُوا فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ فَسَأَلُونِي فَأَعْطَيْتُ كُلَّ وَاحِدٍ مَسْأَلَتَهُ ، مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِمَّا عِنْدِي إِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ إِذَا أُدْخِلَ الْبَحْرَ ، يَا عِبَادِي إِنَّمَا هِيَ أَعْمَالُكُمْ أُحْصِيهَا لَكُمْ ، ثُمَّ أُوَفِّيكُمْ إِيَّاهَا ، فَمَنْ وَجَدَ خَيْراً فَلْيَحْمَدِ اللهَ وَمَنْ وَجَدَ غَيْرَ ذَلِكَ فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ » رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات :۔

ضَالٍّ (اصل میں ضَالِلٌ تھا) گمراہ، بھٹکنے والا، جَائِعٌ۔ بھوکا عَارٍ (عَارِیٌ تھا) ننگا، مَسْأَلَتَہٗ۔ اس کا سوال، جو کچھ اُس نے مانگا اَلْمِخْیَطُ۔ سوئی۔

ترجمہ :۔

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپ اپنے رب عزّ وجل سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

اے میرے بندو! میں نے اپنے آپ پر ظلم کو حرام کیا اور اسے تمہارے درمیان بھی حرام قرار دیا۔ پس ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ اے میرے بندو! تم تمام، راستے سے بھٹکے ہوئے ہو مگر جس کو میں راستہ دکھاؤں۔ مجھ سے ہدایت مانگو میں تمہیں ہدایت دوں گا۔ اے میرے بندو! تم تمام بھوکے ہو مگر جس کو میں کھانا دوں پس مجھ سے کھانا مانگو کہ میں تمہیں کھانا کھلاؤں۔ اے میرے بندو! تم تمام ننگے ہو مگر جس کو میں لباس پہناؤں پس مجھ سے لباس مانگو تاکہ میں

تمہیں لباس پہناؤں۔ اے میرے بندو! بے شک تم رات دن غلطیاں کرتے ہو اور میں تمام گناہ بخش دیتا ہوں پس مجھ سے بخشش مانگو کہ میں تمہیں بخش دوں۔ اے میرے بندو! تم میرے نقصان تک نہیں پہنچ سکتے کہ مجھے نقصان پہنچاؤ اور ہرگز تم میرے نفع تک نہیں پہنچ سکتے کہ مجھے نفع پہنچاؤ۔ اے میرے بندو! اگر تم میں سے سب سے پہلا اور تمہارا سب سے پچھلا۔ تمہارے انسان اور جن تم میں سے ایک شخص کے نہایت متقی دل کے مطابق ہو جائیں تو میری بادشاہی میں کچھ بھی اضافہ نہیں کر سکتے۔ اے میرے بندو! اگر تمہارا پہلا اور پچھلا، انسان اور جن سب ایک شخص کے بدکار دل کے مطابق ہوں تو میری بادشاہی میں کچھ بھی نقصان نہیں کر سکتے۔ اے میرے بندو! اگر تمہارا سب سے پہلا، سب سے پچھلا، انسان اور جن زمین کے ایک ٹکڑے پر کھڑے ہو کر مجھ سے سوال کریں اور میں ہر ایک کو اس کے سوال کے مطابق دوں تو اس سے میری ملک میں صرف اتنا کم ہوگا جتنا کہ اس سوئی سے کم ہوتا ہے جسے دریا میں ڈالا جائے (یعنی کچھ بھی کم نہ ہوگا) اے میرے بندو! یہ تمہارے اعمال ہیں جنہیں میں تمہارے لئے شمار کرتا ہوں پھر میں تمہیں اُن کا پورا پورا بدلہ دوں گا۔ پس جو شخص بھلائی پائے تو وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور جو اس کے علاوہ پائے وہ صرف اپنے نفس کو ملامت کرے۔

توضیح:۔

اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی قدرت، بادشاہی، اور رحمت نیز بندوں کے احتیاج کا بیان ہے۔ یہ حدیث، حدیث قدسی کہلاتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کلام کو نقل کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان پر واضح کیا کہ اُسے اپنے دین اور اپنی قوت پر غرور اور تکبر کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے بلکہ اسے معلوم ہونا چاہئے کہ اگر وہ ہدایت یافتہ ہے تو یہ اُس پر احسانِ خداوندی ہے کیونکہ جب تک وہ ہدایت نہ دے کوئی شخص ہدایت نہیں پا سکتا۔ اسی طرح رزق، لباس، گناہوں کی بخشش سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے لہٰذا بندوں کو اللہ تعالیٰ سے غافل

نہیں ہونا چاہیئے بلکہ انہیں چاہیئے کہ وہ اپنی حاجات بارگاہِ خداوی میں پیش کریں۔

نیز یہ بھی بتایا گیا کہ انسان کو اپنی قوت اور اجتماعیت پر ناز نہیں کرنا چاہیئے کہ وہ خدا کو بھول جائے اگر تمام لوگ مل کر بھی خدا کو نفع نقصان دینا چاہیں تو وہ ایسا نہیں کر سکتے کیونکہ وہ تو خود اس کے محتاج ہیں۔ اسی طرح تمام کائنات انسانیت کی نیکی یا برائی اللہ تعالیٰ کی بادشاہی میں زیادتی یا کمی کا باعث نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ بے نیاز ذات ہے ہر شخص اعمال کا فائدہ یا نقصان اپنے آپ کو پہنچاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ میرے پاس اس قدر خزانے ہیں کہ تمام دنیا ایک میدان میں جمع ہو کر سوال کرے اور میں سب کو اُن کے سوال کے مطابق عطا کر دوں تب بھی میرے خزانوں میں کمی نہیں آسکتی۔ جس طرح سمندر میں سُوئی کے جانے سے اُسے کچھ فرق نہیں پڑتا اسی طرح اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں بھی کوئی فرق نہیں آتا۔

اس حدیث میں انسان کو اس بات کی تعلیم بھی دی گئی کہ وہ نعمتیں ملنے پر خدا کا شکر ادا کرے اور اگر کبھی تکلیف پہنچے تو وہ خدا کی طرف منسوب نہ کرے بلکہ یہ خیال کرے کہ میری بداعمالیوں کی وجہ سے ایسا ہوا ہوگا۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بے شمار خزانوں اور بے بہا قدرتوں کا مالک ہے وہ کسی کا محتاج نہیں کائنات اس کی محتاج ہے وہ کسی کی محنت اور نیک عمل کو ضائع نہیں کرتا اور نہ ہی کسی پر ظلم کرتا ہے۔

الحديث الخامس والعشرون

عَنْ أَبِي ذَرٍّ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُ - أَيضاً : « أَنَّ نَاساً مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالُوا لِلنَّبِيِّ ﷺ : « يَا رَسُولَ اللهِ ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُورِ بِالأُجُورِ ، يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي وَيَصُومُونَ

كَمَا نَصُومُ وَيَتَصَدَّقُونَ بِفُضُولِ أَمْوَالِهِمْ ، قَالَ : أَوَ لَيْسَ قَدْ جَعَلَ اللهُ لَكُمْ مَا تَصَّدَّقُونَ ، إِنَّ بِكُلِّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةً ، وَكُلِّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةً ، وَكُلِّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةً ، وَكُلِّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةً ، وَأَمْرٍ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةً ، وَنَهْيٍ عَنْ مُنْكَرٍ صَدَقَةً ، وَفِي بُضْعِ أَحَدِكُمْ صَدَقَةً ، قَالُوا : يَا رَسُولَ اللهِ أَيَأْتِي أَحَدُنَا شَهْوَتَهُ وَيَكُونُ لَهُ فِيهَا أَجْرٌ ؟ قَالَ : أَرَأَيْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِي حَرَامٍ أَكَانَ عَلَيْهِ وِزْرٌ ؟! فَكَذَلِكَ إِذَا وَضَعَهَا فِي الْحَلَالِ كَانَ لَهُ أَجْرٌ » . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

حل لغات :-

دُثُوْرٌ (دَثْرٌ کی جمع) بہت مال ، اُجُوْرٌ (اجرٌ کی جمع) بدلہ، ثواب فُضُوْلٌ - زائد ، تَسْبِیْحَۃٌ - سبحان اللہ پڑھنا ، تَهْلِیْلَۃٌ - لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنا، بُضْعٌ - شرم گاہ ، وِزْرٌ - بوجھ ، گناہ ،

ترجمہ :-

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بارگاہِ نبوی میں عرض کیا یارسول اللہ! مالدار لوگ اجر و ثواب لے گئے وہ ہماری طرح نماز پڑھتے ہیں۔ ہماری طرح روزے رکھتے ہیں اور اپنے زائد مال صدقہ کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے وہ چیز نہیں بنائی جسے تم صدقہ کرو۔ بے شک ہر تسبیح صدقہ ہے، ہر تکبیر صدقہ ہے، ہر تحمید صدقہ ہے اور ہر تہلیل صدقہ ہے۔ نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے، برائی سے روکنا صدقہ ہے اور تم میں سے ایک کی شرمگاہ میں صدقہ ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا ہم میں سے کوئی اپنی خواہش پوری کرے تو اس کے لئے اجر ہوگا۔ فرمایا ہاں بتاؤ اگر وہ

اسے حرام جگہ استعمال کرتا تو اس پر گناہ نہ ہوتا ؟ اسی طرح اگر حلال جگہ میں رکھے گا تو اس کے لئے اجر و ثواب ہو گا۔

توضیح :۔

اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہے اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعلمین ہیں۔ اسی رحمتِ خداوندی اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت کا نتیجہ ہے کہ عبادات اور نیک اعمال کے سلسلے میں امت مسلمہ کے لئے مختلف راستے کھولے گئے ہیں۔ عبادت میں صدقہ و خیرات ایک اہم عبادت ہے اور اس کا تعلق مال سے ہے۔ یہ عبادت وہی شخص انجام دے سکتا ہے جس کے پاس مال ہو لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عبادت میں مالدار لوگوں کے ساتھ غرباء کو بھی شریک کر دیا۔ اور فرمایا اگر تمہارے پاس مال نہیں تو کیا ہوا تمہارے لئے سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ پڑھنا صدقہ ہے۔ لوگوں کو نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو یہ بھی تمہارے لئے صدقہ ہو گا حتیٰ کہ اگر کوئی شخص خواہش کی تکمیل کے لئے اپنی زوجہ کے قریب جائے تو یہ بھی اس کے لئے صدقہ ہے جس کا اسے ثواب حاصل ہو گا۔

الحديث السادس والعشرون

شكر النعم

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ـ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ـ قَالَ : قَال رَسُولُ اللهِ ﷺ : « كُلُّ سُلَامَي مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ ، كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيهِ الشَّمْسُ ، تَعْدِلُ بَيْنَ اثْنَيْنِ صَدَقَةٌ وَتُعِينُ الرَّجُلَ فِي دَابَّتِهِ فَتَحْمِلُهُ عَلَيْهَا أَوْ تَرْفَعُ لَهُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ ، وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ ، وَبِكُلِّ خَطْوَةٍ تَمْشِيهَا إِلَى الصَّلَاةِ

صَدَقَة ، وَتَمِيطُ الأذى عَنِ الطَرِيقِ صدقة ، رَوَاهُ البُخَارِيُّ وَمُسْلِم۔

حل لغات :۔

سُلَامَیٰ ۔ ہڈی ۔ جوڑ ، تَعدِلُ ۔ تو انصاف کرے ، مَتَاعُہُ ۔ اس کا سامان ، خُطْوَۃٌ ۔ قدم ، تُمِیطُ ۔ ہٹا دے ، دور کر دے ، اَلاَذٰی ۔ تکلیف دہ چیز ۔

ترجمہ :۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : انسان کے ہر جوڑ پر صدقہ ہے جس دن سورج طلوع ہوتا ہے (یعنی روزانہ) تو دو آدمیوں کے درمیان انصاف کا فیصلہ کرے یہ صدقہ ہے آدمی کی اس سواری کے سلسلے میں مدد کرے کہ اس کو اس پر سوار کرائے یا اس کا سامان سواری پر رکھوائے تو یہ صدقہ ہے ، اچھی بات صدقہ ہے ، ہر وہ قدم جو نماز کی طرف اٹھائے صدقہ ہے ، راستے سے تکلیف دہ چیز کو دور کرے تو یہ بھی صدقہ ہے ۔

توضیح :۔

پہلی حدیث کی طرح یہاں بھی نادار اور غریب لوگوں کے لئے خوشخبری ہے کہ صدقہ صرف مال ہی سے نہیں ہوتا بلکہ ہر نیک عمل صدقہ ہے ۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار نعمتیں عطا فرمائی ہیں اس کے جسم میں ایک سو ساٹھ جوڑ ہیں اس پر لازم ہے کہ ہر جوڑ کی طرف سے صدقہ دے اور اس کے لئے آسان راستہ بتایا ہے کہ دو آدمیوں کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنا ، کسی مجبور شخص کی جسمانی مدد ، نماز پڑھنے اور راستے سے ہر تکلیف دہ چیز کو ہٹانے کے ذریعے صدقے کا ثواب حاصل کر سکتا ہے اور اس کی ذمہ داری پوری ہو سکتی ہے ۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں پر اس کا شکر

بجالانا واجب ہے۔ نیز عبادت اور اعمال صالحہ صرف انسان کی ذات تک محدود نہیں ہوتے بلکہ اسے چاہیئے کہ معاشرے کے دیگر افراد کی ضرورتوں کو پورا کرنے کی کوشش کرے۔ یہاں یہ بات بھی یاد رہے کہ مال ہونے کے باوجود صدقہ نہ دینا اور صرف تسبیح وتہلیل پر اکتفا کرنا صحیح نہیں۔

الحديث السابع والعشرون

البر والإثم

عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ ـ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ـ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : « الْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ ، وَالإِثْمُ مَا حَاكَ فِي نَفْسِكَ وَكَرِهْتَ أَنْ يَطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ » رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

وَعَنْ وَابِصَةَ بْنِ مَعْبَدٍ ـ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ـ قَالَ : « أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقَالَ : جِئْتَ تَسْأَلُ عَنِ الْبِرِّ ؟ قُلْتُ : نَعَمْ ، قَالَ : اسْتَفْتِ قَلْبَكَ ، الْبِرُّ مَا اطْمَأَنَّتْ إِلَيْهِ النَّفْسُ وَاطْمَأَنَّ إِلَيْهِ الْقَلْبُ ، وَالإِثْمُ مَا حَاكَ فِي النَّفْسِ وَتَرَدَّدَ فِي الصَّدْرِ ، وَإِنْ أَفْتَاكَ النَّاسُ وَأَفْتَوكَ » حَدِيثٌ حَسَنٌ رَوَيْنَاهُ فِي مُسْنَدَي الإِمَامَيْنِ : أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ وَالدَّارِمِي بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ .

حل لغات :-

اَلْبِرُّ ـ نیکی ، اَلْاِثْمُ ـ گناہ ، حَاكَ ـ کھٹکے ، اِطْمَأَنَّ ـ مطمئن ہوا ، تَرَدَّدَ ـ شک کیا ، کھٹکا ۔

ترجمہ :۔

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہما، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: نیکی اچھے اخلاق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تجھے اس پہ لوگوں کا مطلع ہونا ناپسند ہو۔

حضرت رابعہ بن معبد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا تُو نیکی کے بارے میں پوچھنے کے لئے آیا ہے میں نے عرض کیا "جی ہاں" آپ نے فرمایا اپنے دل سے پوچھ لے نیکی وہ ہے جس پر تیرا نفس مطمئن ہو اور تجھے اطمینان قلبی حاصل ہو اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور سینے میں شک پیدا ہو۔ اگرچہ لوگ تجھے فتویٰ دیں۔ یہ حدیث حسن ہے ہم نے اسے دو اماموں حضرت امام احمد بن حنبل اور امام دارمی کے مسندوں میں عمدہ سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

توضیح :۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کے جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ایسا رکھا ہے جو تمام جسم کا بادشاہ ہے وہ صحیح ہو تو تمام اعضائے جسمانی درست ہوتے ہیں اور اُس کے خراب ہونے سے تمام اعضاء گناہوں کی طرف راغب ہوتے ہیں۔ لہذا ہر مسلمان کو چاہیئے کہ اسے صحیح سلامت رکھے کیونکہ نیکی اور برائی کی تمیز بھی آسانی سے پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً کوئی شخص آنکھ سے غیر محرم عورت کی طرف دیکھتا ہے اب اگر اُس کا دل ٹھیک ہے تو اس کو اس جرم پر پشیمانی ہوگی اور اگر دل زنگ آلود ہوگا تو کچھ بھی محسوس نہیں کرے گا۔

بنا بریں حضور علیہ السلام نے نیکی اور برائی کی پہچان کے لئے اُسے کسوٹی قرار دیا جس کام سے دل مطمئن نہ ہو سمجھ لو کہ وہ گناہ ہے اور جس پہ دل مطمئن ہو وہ نیکی ہے بشرطیکہ دل میں تمیز کرنے کی صلاحیت ہو۔

الحديث الثامن والعشرون

وصية

عَنْ أَبِي نَجِيحٍ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَة – رَضِيَ اللهُ عَنْهُ – قَالَ : « وَعَظَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ مَوْعِظَةً وَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ وَذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ ، فَقُلْنَا : يَا رَسُولَ اللهِ ، كَأَنَّهَا مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَأَوْصِنَا ، قَالَ : أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللهِ – عَزَّ وَجَلَّ – وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ ، وَإِنْ تَأَمَّرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ ، فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ فَسَيَرَى اخْتِلَافاً كَثِيراً ، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ ، عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ ، وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الأُمُورِ ، فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٍ ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ، وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ » . رَوَاهُ أَبُو دَاودَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ .

حل لغات :-

مَوْعِظَةٌ ۔ وعظ ، نصیحت ، مُوَدِّعٌ ۔ الوداع کہنے والا ، رخصت کرنے والا ، اَلطَّاعَۃُ ۔ حکم ماننا ، قبول کرنا ، تَاَمَّرَ ۔ امیر بنا ، حکمران بنا ، اَلْمَھْدِیِّیْنَ ۔ ہدایت یافتہ ، اَلنَّوَاجِذُ ۔ (نَاجِذَۃٌ کی جمع) داڑھیں ، مُحْدَثَاتُ الْاُمُوْرِ ۔ نئے کام ،

ترجمہ :-

حضرت ابو نجیح عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک ایسا وعظ فرمایا جس سے دل دہل گئے اور آنکھیں نمناک ہوگئیں۔ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! گویا یہ الوداع کہنے والے کا وعظ ہے۔ پس ہمیں وصیت کیجئے آپ نے فرمایا میں تمہیں اللہ تعالیٰ عزت و بزرگی والے سے ڈرنے نیز حکم سننے اور ماننے کی نصیحت کرتا ہوں اگرچہ کوئی غلام تمہارا امیر بنے بے شک تم سے جو شخص زندہ رہا وہ عنقریب بہت زیادہ اختلاف دیکھے گا۔ لہٰذا تم پر میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت اختیار کرنا لازم ہے اسے داڑھوں کے ساتھ مضبوطی سے پکڑو۔ نئے کاموں سے بچو۔ پس بے شک ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر (بری) بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں (لے جاتی) ہے۔

توضیح:۔

اس حدیث شریف میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ ذیل امور کا حکم فرمایا:

(۱) تقویٰ (۲) امیر کی اطاعت (۳) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کی سنت اختیار کرنا (۴) بدعات سے بچنا۔ آپ نے یہ بھی بتایا کہ مستقبل میں امت مسلمہ انتشار و افتراق کا شکار ہوگی۔ اور اس وقت وہی لوگ راہ راست پر ہوں گے جو آپ کی اور خلفائے راشدین کی سنت پر عمل پیرا ہوں گے۔ تقویٰ ایک ایسی بنیادی چیز ہے جو انسان کو اعمال صالحہ کی طرف راغب کرتی اور برائیوں سے روکتی ہے۔ مسلمانوں کا امیر چاہے حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو اس کی اطاعت لازمی ہے۔ کیونکہ کوئی قوم اسی وقت متحد و منظم رہ سکتی ہے۔ جب وہ اپنے امیر کے احکام پر لبیک کہے۔ لیکن یاد رہے کہ جب امیر اسلام کے خلاف قدم اٹھائے تو اس کی اطاعت نہیں کی جائے گی بلکہ طاقت ہو تو اس کے خلاف آواز بلند کرنا ضروری ہے۔ جب امت میں اختلاف و انتشار پیدا ہو جائے اور ہر کوئی اپنے آپ کو صحیح سمجھے تو حق و باطل کے درمیان تمیز کرنے کی بہترین کسوٹی رسول اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ اور خلفاء راشدین کی پاکیزہ زندگی ہے لہذا اسے مشعلِ راہ بنایا جائے ۔ بدعت اگرچہ لغوی معنٰی کے اعتبار سے ہر نئے کام کو کہتے ہیں لیکن اصطلاحِ شرع میں ہر وہ کام بدعت کے زُمرے میں آئے گا جو سنت کے خلاف ہو جیسے حدیث ۵ میں آپ پڑھ چکے ہیں ۔ بنا بریں یہاں جس بدعت کو گمراہی قرار دیا گیا ہے اور اس سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے وہ ہر نیا کام نہیں بلکہ اس سے مراد وہ عمل ہے جو خلافِ سنّت ہے اور شریعتِ اسلامیہ میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے ۔

الحديث التاسع والعشرون

طـريق الجنـة

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ – رَضِيَ اللهُ عَنْهُ – قَالَ : قُلْتُ يَا رَسُول اللهِ أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ وَيُبَاعِدُنِي عَنِ النَّارِ ؟ قَالَ : لَقَدْ سَأَلْتَ عَنْ عَظِيمٍ وَإِنَّهُ لَيَسِيرٌ عَلَى مَنْ يَسَّرَهُ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ : تَعْبُدُ اللهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئاً ، وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ ، وَتَصُومُ رَمَضَانَ ، وَتَحُجُّ الْبَيْتَ ، ثُمَّ قَال : أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى أَبْوَابِ الْخَيْرِ ؟ الصَّوْمُ جُنَّةٌ ، والصَّدَقَةُ تُطْفِىءُ الْخَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِىءُ الْمَاءُ النَّارَ ، وصَلَاةُ الرَّجُلِ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ ، ثُمَّ تَلَا : « تَتَجافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ ، حَتَّى بَلَغَ .. يَعْمَلُونَ » ، ثُمَّ قَالَ : أَلَا أُخْبِرُكَ بِرَأْسِ الْأَمْرِ وَعَمُودِهِ وَذِرْوَةِ سَنَامِهِ ؟ قُلْتُ : بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ : رَأْسُ الْأَمْرِ الْإِسْلَامُ وَعَمُودُهُ الصَّلَاةُ ، وَذِرْوَةُ سَنَامه

الجِهَادُ ، ثُمَّ قَالَ : أَلَا أُخْبِرُكَ بِمَلَاكِ ذَلِكَ كُلِّهِ ؟ قُلْتُ : بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ ، فَأَخَذَ بِلِسَانِهِ ، وَقَالَ : كُفَّ عَلَيْكَ هَذَا ، قُلْتُ : يَا نَبِيَّ اللهِ وَإِنَّا لَمُؤَاخَذُونَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهِ ؟ فَقَالَ : ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا مُعَاذُ ، وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلَى وُجُوهِهِمْ ، أَوْ قَالَ : عَلَى مَنَاخِرِهِمْ إِلَّا حَصَائِدُ أَلْسِنَتِهِمْ » .

رَوَاهُ التِّرْمِذِي وَقَالَ : حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ .

حل لغات :۔

يُبَاعِدُنِيْ ۔ مجھے دُور رکھے ، جُنَّةٌ ۔ ڈھال ، تُطْفِيُ ۔ بجھا دیتا ہے، مٹا دیتا ہے ، جَوْفُ اللَّيْلِ ۔ رات کا درمیانی حصہ ، تَتَجَافیٰ ۔ الگ رہتے ہیں، دُور رہتے ہیں ، عَمُوْدٌ ۔ ستون ، ذِرْوَةٌ ۔ چوٹی ، سَنَامٌ ۔ کوہان، حَصَائِدُ (حصیدہ کی جمع) درانتی سے کاٹی ہوئی چیزیں ، نتیجہ ،

ترجمہ :۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! مجھے ایسا عمل بتائیے جو مجھے جنت میں لے جائے اور جہنم سے دُور رکھے ۔ آپ نے فرمایا تم نے بہت بڑی بات کا سوال کیا ہے اور یہ بات اس شخص کے لئے آسان ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ آسان کر دے ۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ ، نماز قائم کرو ، زکوٰۃ ادا کرو ، رمضان المبارک کے روزے رکھو ، اور بیت اللہ شریف کا حج کرو ۔ پھر فرمایا کیا میں تمہیں نیکی کے دروازوں کی راہنمائی نہ کروں ۔ روزہ ڈھال ہے ، صدقہ گناہ کو اس طرح مٹا دیتا ہے جسطرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے ۔ اور آدمی کا رات کے درمیان میں نماز پڑھنا ، پھر آیت کریمہ تلاوت فرمائی " ان کے پہلو بستروں سے الگ ہو جاتے ہیں " يَعْمَلُوْنَ ۔ تک

ـادت فرمائی۔

پھر فرمایا کیا میں تمہیں ستون اور کوہان کی چوٹی نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کیا کیوں نہیں یارسول اللہ! آپ نے فرمایا سب سے بڑا کام اسلام ہے اُس کا ستون نماز ہے اور اس کے کوہان کی چوٹی جہاد ہے۔ پھر فرمایا کیا میں تمہیں ان تمام باتوں کی بنیاد نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کیا ہاں کیوں نہیں یارسول اللہ! آپ نے اپنی زبان مبارک پکڑ کر فرمایا اسے روکے رکھو۔ میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے نبی! کیا ہماری گفتگو پر بھی مواخذہ ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اے معاذ! تجھے تمہاری ماں روئے۔ لوگوں کو ان کے چہروں کے بل یا فرمایا اُن کے نتھنوں کے بل اُنکی زبانوں سے نکلی ہوئی باتوں کے سوا کون سی چیز گرائے گی۔

توضیح:۔ دنیا عمل کی جگہ ہے اور آخرت میں اس کا بدلہ دیا جائے گا۔ نیک لوگوں کے لئے جنت اور بُرے لوگوں کے لئے جہنم تیار کی گئی ہے۔ ہر انسان کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ جنت میں جائے اور جہنم سے محفوظ رہے لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اعمال کئے جائیں جو جنت میں لے جاتے ہیں اور ان کاموں سے پرہیز کیا جائے جن کا نتیجہ دوزخ ہے۔

اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادت، نماز، روزہ، حج، اور زکوٰۃ کے علاوہ مزید تین باتوں کا حکم فرمایا ہے۔ (۱) صدقہ (۲) جہاد اور (۳) زبان کی حفاظت۔ علاوہ ازیں اسلام سے کامل وابستگی کی تعلیم بھی فرمائی۔ کیونکہ اسلام درحقیقت اطاعتِ خداوندی کا نام ہے۔ اس حدیث میں خاص طور پر جس بات کا ذکر کیا گیا ہے وہ زبان کی حفاظت ہے کیونکہ زبان قابو میں نہ ہو تو بے شمار خرابیاں اور فساد جنم لیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک دوسری حدیث میں حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ اچھی بات کرو ورنہ خاموش رہو۔

سوالات

س ۱:۔ حدیث ۲۲ نقل کر کے اس کا ترجمہ لکھیں اور بتائیں کہ اس حدیث کی روشنی میں " زکوٰۃ، حج، اور جہاد " کی ضرورت باقی نہیں رہتی کیا وجہ ہے ؟

س ۲:۔ حدیث ۲۳ کے آخری جملے " وَالْقُرْاٰنُ حُجَّةٌ لَكَ اَوْعَلَيْكَ " کے مضمون پر ایک جامع نوٹ لکھیں ؟

س ۳:۔ حدیث ۲۴ ایک طویل حدیث ہے اس کا خلاصہ اپنے الفاظ میں تحریر کریں ؟

س ۴:۔ کیا صدقہ صرف مال سے دیا جاتا ہے ؟ یا کسی اور چیز سے بھی پیش کیا جا سکتا ہے۔ اس سلسلے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کیا ہے ؟

س ۵:۔ صدقہ کے بارے میں آپ نے کچھ احادیث پڑھی ہیں۔ مال کے علاوہ جن چیزوں سے صدقہ ادا ہوتا ہے اُن کی ایک فہرست بنائیں ؟

س ۶:۔ حدیث ۲۷ کی روشنی میں نیکی اور برائی کا اسلامی تصوّر پیش کریں ؟

س ۷:۔ امیر کی اطاعت کیا اہمیت رکھتی ہے ؟ کیا امیر کی اطاعت مطلقاً ضروری ہے اور اختلافِ اُمّت کا فیصلہ کیسے ہوگا ؟

س ۸:۔ ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنّت میں جانے اور جہنّم سے دُور رہنے کا طریقہ بتایا ہے وہ کیا ہے ؟ نیز بتائیں کہ اسلام کو دین کی بنیاد قرار دیا گیا ہے اس کی کیا وجہ ہے ؟

س ۹:۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی لکھیں ؟

" مُخَيِّطٌ، صَعِيْدٌ، اَهْلُ الدُّثُوْرِ، تَهْلِيْلَةٌ، وِزْرٌ، سُلَامٰى، نَوَاجِذُ "

الحديث الثلاثون

حقــوق الله

عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ جُرْثُومِ بْنِ نَاشِرٍ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُ - عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ : إِنَّ اللهَ تَعَالَى فَرَضَ فَرائِضَ فَلَا تُضَيِّعُوها ، وَحدَّ حُدوداً فَلَا تَعْتَدُوها ، وَحَرَّمَ أَشْيَاءَ فَلَا تَنْتَهِكُوهَا ، وَسَكَتَ عَنْ أَشْيَاءَ رَحْمَةً لَكُمْ غَيْرَ نِسْيانٍ فَلَا تَبْحَثُوا عَنْهَا » . حَدِيثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ الدَّرَقُطْنِيُّ وَغَيْرُهُ .

حل لغات :-

فَرَضَ - لازم کیا، عائد کیا، فَرَائِضُ (فَرِیْضَۃٌ کی جمع) جن کاموں کا کرنا ضروری ہے ، نِسْیَانٌ - بھول ،

ترجمہ :-

حضرت ابو ثعلبہ خشنی جرثوم بن ناشر رضی اللہ عنہ ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے کچھ فرائض مقرر کئے ہیں بس انہیں ضائع نہ کرو اور کچھ حدود مقرر کی ہیں پس اُن سے آگے نہ بڑھو ، کچھ اشیاء حرام کی ہیں پس اُن کی خلاف ورزی نہ کرو اور جو بھولے بغیر تم پر رحم فرماتے ہوئے کچھ اشیاء کا ذکر نہیں کیا پس اُن کے بارے میں بحث نہ کرو۔

توضیح :-

اس حدیث میں فرائض کی بجا آوری ، شرعی حدود سے تجاوز نہ کرنے اور حرام چیزوں سے پرہیز کا حکم دیا ہے ۔ درحقیقت کلمہ طیبہ پڑھنے سے انسان اللہ تعالےٰ کو اپنا معبود اور حقیقی حاکم تسلیم کر لیتا ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور آپ کے فیصلوں کے آگے سر تسلیم خم کرنے کا اقرار کرتا ہے لہذا

اب اس کی ذمہ داری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کام فرض کئے ہیں انہیں بجالائے جن کاموں کو حرام کیا ان سے باز رہے۔ اس کی حدود کو پامال نہ کرے۔ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حکم عدولی نہ کرے۔

اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتایا گیا کہ کچھ ایسے کام ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے کسی بھول کے بغیر جان بوجھ کر بیان نہیں فرمایا تاکہ انسان مشقت اور تکلیف میں مبتلا نہ ہو لہٰذا ہمیں ایسے کاموں میں بحث کر کے اپنے لئے مشکلات پیدا نہیں کرنی چاہئیں۔

الحديث الحادي والثلاثون

الزهـد

عَنْ أَبِي العَبَّاسِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُ - قَالَ: «جَاءَ رَجُلٌ إلى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ إذا عَمِلْتُهُ أَحَبَّنِي اللهُ وَأَحَبَّنِي النَّاسُ؟ فَقَالَ: «إزْهَدْ في الدُّنْيَا يُحِبَّكَ اللهُ وازْهَدْ فِيمَا عِنْدَ النَّاسِ يُحِبَّكَ النَّاسُ» حديثٌ حَسَنٌ، رَوَاهُ ابْنُ ماجَةَ وغَيْرُهُ بِأَسانيدَ حَسَنَة.

حل لغات:-

دُلَّنِيْ - میری راہنمائی کیجئے، اِزْهَدْ - تقویٰ اختیار کر، بے رغبت ہو جا،

ترجمہ:-

حضرت ابو العباس سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں۔ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا

رسول اللہ! مجھے ایسا عمل بتائیے کہ جب میں اسے کروں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت کرے اور لوگ بھی مجھ سے محبت کرنے لگیں. آپ نے فرمایا دنیا سے بے رغبت ہو جاؤ. اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے دلچسپی نہ رکھو لوگ تم سے محبت کریں گے۔

توضیح:-

خوش بخت لوگ ہمیشہ ایسے اعمال کی تلاش میں رہتے ہیں جن کے بجا لانے سے اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہو کیونکہ جو لوگ خدا کے محبوب بن جاتے ہیں وہ ہر قسم کے خوف اور غم سے آزاد ہو جاتے ہیں۔

اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کا طریقہ بتایا گیا ہے اور وہ دنیا سے بے رغبتی ہے جسے عام طور پر زہد و تقویٰ کہا جاتا ہے۔ دنیا سے بے تعلقی کا مطلب یہ ہے کہ اس سے اس انداز میں محبت نہ کی جائے کہ اس کی خاطر اللہ تعالیٰ کو بھول جائے. مطلقاً دنیوی مال کے حصول سے منع نہیں کیا گیا۔ لوگوں کی محبت حاصل کرنے کے بارے میں بتایا گیا کہ جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس کی حرص نہ کرو. ان کی دولت سے بے نیاز ہو کر اُن کی خیر خواہی اور خدمت کرو، وہ تم سے محبت کریں گے۔ دنیا سے کنارہ کشی کی وجہ سے لوگ اولیاء کرام سے محبت کرتے ہیں۔ یہاں یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہیئے کہ دین کی سربلندی کے لئے سیاست میں حصہ لینا اور کسی منصب پر پہنچنا زہد و تقویٰ کے خلاف نہیں کیونکہ ایسے لوگوں کا مقصد دنیا کا حصول نہیں ہوتا۔

الحديث الثاني والثلاثون

لا ضرر ولا ضرار

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ سَعْدِ بْنِ مالِكِ بْنِ سِنانٍ الْخُدْرِيِّ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُ - أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ : « لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ » .

حَدِيثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارَقُطْنِي وَغَيْرُهُما مُسْنَداً . وَرَوَاهُ مالِكٌ فِي الْمُوَطَّإِ مُرْسَلاً عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَي عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَأَسْقَطَ أَبَا سَعِيد . وَلَهُ طُرُقٌ يُقَوِّي بَعْضُها بَعْضاً .

حل لغات :-

ضَرَرٌ۔ نقصان ، ضِرَارٌ۔ نقصان پہنچانا ،

ترجمہ :-

حضرت ابو سعید سعد بن مالک بن سنان خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ خود نقصان اٹھاؤ نہ (دوسروں کو) نقصان پہنچاؤ۔

توضیح :-

اس حدیث شریف میں معاشرتی امن و سکون کے لئے ایک اہم ہدایت دی گئی ہے وہ یہ کہ کوئی شخص معاشرے کے کسی بھی فرد کو مالی اور جانی بلکہ کسی قسم کا بھی نقصان نہ پہنچائے۔ اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ ہر آدمی دوسرے کی جان، مال اور عزت کو اسی طرح محترم سمجھے جس طرح اپنی جان، مال اور عزت کو قابلِ احترام وحفاظت سمجھتا ہے۔ حدیث شریف میں جہاں دوسروں کو نقصان پہنچانے سے منع کیا گیا وہاں خود نقصان اٹھانے سے بھی روکا گیا ہے۔ اس کا ایک مطلب تو یہ ہو سکتا ہے کہ جب تم دوسروں کو نقصان پہنچاؤ گے تو ممکن ہے وہ تمہیں نقصان دیں۔ لہذا اپنے آپ کو نقصان سے بچانے کے لئے دوسروں کو نقصان پہنچانے سے گریز کیا جائے۔ دوسرا مطلب یہ ہوگا کہ تم اتنے سادہ لوح نہ بنو کہ لوگ تمہیں نقصان پہنچاتے رہیں اور تمہیں خبر تک نہ ہو یا تم اپنے حقوق کے لئے قانونی چارہ جوئی نہ کرو بلکہ تمہیں چاہیئے کہ ہوشیار رہو تاکہ نقصان نہ اٹھاؤ۔

الحديث الثالث والثلاثون

البينة

عَنْ ابْنِ عَبَاسٍ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا - أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ : « لَوْ يُعْطَى النَّاسُ بِدَعْوَاهُمْ ، لادَّعَى رِجَالٌ أَمْوالَ قَوْمٍ وَدِمَاءَهُمْ ، لكِنَّ الْبَيِّنَةَ عَلَى الْمُدَّعِي وَالْيَمِينُ عَلَى مَنْ أَنْكَرَ » . حَدِيثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ الْبَيْهَقِي وَغَيْرُهُ هَكَذا ، وَبَعْضُهُ فِي الصَّحِيحَيْنِ.

حل لغات:۔

دِمَاءٌ (دمٌ کی جمع) خون ، اَمْوَالٌ (مال کی جمع) جس چیز کی طرف دل مائل ہو، قیمتی چیز، اَلْبَیِّنَۃُ ۔ گواہ ، اَلْمُدَّعِیْ ۔ دعویٰ کرنے والا، اَلْیَمِیْنُ۔ قسم،

ترجمہ:۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر لوگوں کو ان کے دعویٰ کے مطابق دیا جائے تو کچھ لوگ، قوم کے مالوں اور خونوں (جانوں) کا دعویٰ کرنے لگیں گے لیکن مدعی کے ذمہ گواہ ہے اور انکار کرنے والے پر قسم ہے۔

توضیح:۔

دنیا میں دو قسم کے انسان ہیں۔

(۱) حسن اخلاق اور اعلیٰ کردار کے مالک۔

(۲) بدکردار اور بدطینت لوگ۔

پہلی قسم کے لوگ اپنی اور دوسرے کی ملکیت میں امتیاز کرتے ہوئے کسی کے

مال کو اپنا قرار دینا نہایت مذموم حرکت سمجھتے ہیں جبکہ دوسری قسم کے لوگ دوسروں کے مال واسباب کو بھی حاصل کرنے کی کوشش میں رہتے ہیں۔ اگر ایسے لوگوں کو کسی قانون کا پابند نہ کیا جائے تو کوئی بھی کمزور اور بے کس شخص اپنے مال کی حفاظت نہیں کر سکتا۔ لہٰذا شریعت اسلامیہ نے اس سلسلے میں یہ ضابطہ مقرر کیا کہ کوئی شخص محض دعویٰ کی بنیاد پر کسی چیز کا مالک نہیں بن سکتا جب تک گواہ پیش نہ کرے۔

اسی طرح ممکن ہے کوئی آدمی کسی دوسرے کے مال پر قابض ہو بیٹھے اور مدعی کے گواہ پیش نہ کر سکنے کی صورت میں وہ اس مال کو اپنا سمجھے لہٰذا اسے قسم اٹھانا ہوگی۔ رہا یہ سوال کہ ممکن ہے بلکہ ایسا ہوتا ہے کہ گواہ، جھوٹی گواہی دیتے ہیں تو اس سلسلے میں پہلے گواہوں کی تصدیق کی جاسکتی ہے اور گواہی میں جھوٹ ثابت ہونے کی صورت میں دنیا میں بھی سزا مقرر ہے اور آخرت میں بھی وہ عذاب کا مستحق ہوگا۔ جھوٹی قسم کا بھی یہی حال ہے۔

الحديث الرابع والثلاثون

النهي عن المنكر

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُ - قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَراً فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

حل لغات:۔

مَنْ (اسم موصول) جو شخص، مُنْكَرٌ۔ (اسم مفعول) غیر معروف، اجنبی

بُرائی، اَضْعَفُ۔ اسم تفضیل، بہت کمزور،

ترجمہ:۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے جو شخص برائی دیکھے اُسے چاہئے کہ اس کو ہاتھ سے بدل دے۔ اگر اس کی (طاقت) نہ ہو تو زبان سے (بدلے) اگر اس کی طاقت بھی نہ رکھتا ہو تو دل سے (بُرا جانے)، اور یہ ایمان کا نہایت کمزور درجہ ہے۔

توضیح:۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے اصلاحِ معاشرہ، نیکی کے فروغ اور برائی کے خاتمہ کا فریضہ انبیاء کرام علیہم السلام انجام دیتے تھے۔ چونکہ آپ کو آخری نبی بنا کر مبعوث کیا گیا۔ لہذا اب یہ ذمہ داری آپ کی اُمت کو سونپ دی گئی اور اسی بنیاد پر اسے بہترین امت قرار دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "تم بہترین اُمت ہو جسے لوگوں (کی بھلائی) کے لئے پیدا کیا گیا تم نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہو۔" (سورۂ آل عمران: آیت ۱۰۹)

بنا بریں امت مسلمہ کے ہر فرد کی ذمہ داری ہے کہ جب برائی دیکھے تو اس کو معاشرے سے دُور کر دے اگر برسرِ اقتدار ہے یا کسی طرح کا بھی اختیار حاصل ہے اور عملاً اس کو روک سکتا ہے تو روک دے۔ مثلاً کسی ادارے یا ملک کا سربراہ ہے تو ایک آرڈی ننس کے ذریعے برائی کا قلع قمع کر سکتا ہے۔ اگر اس کے ہاتھ میں طاقت نہیں لیکن اس کے پاس اسٹیج یا قلم ہے تو اپنے خطابات اور قلم کو برائی کے خاتمہ کے لئے استعمال کرے اس کے علاوہ میل جول کی صورت میں اپنی زبان کے ذریعے اصلاح کی کوشش کرے اور یہ صورت بھی ممکن نہ ہو تو کم از کم اس سے نفرت کا اظہار کرے دل سے برا جانے۔ اگر اس بات کا برائی کرنے والے پر اثر نہ بھی ہوا تو کم از کم اسے ثواب ضرور ملے گا اور ممکن ہے وہ اس کے رویے کو دیکھ کر برائی سے باز آجائے۔ چونکہ

عمل ایمان کا نتیجہ ہوتا ہے لہذا عمل کے اعلیٰ اور ادنیٰ ہونے کو ایمان کے کامل یا ضعیف ہونے سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

الحديث الخامس والثلاثون

آداب إجتماعية

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : « لَا تَحَاسَدُوا ، وَلَا تَنَاجَشُوا ، وَلَا تَبَاغَضُوا ، وَلَا تَدَابَرُوا ، وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ ، وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَاناً . الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ وَلَا يَكْذِبُهُ ، وَلَا يَحْقِرُهُ ، التَّقْوَى هَهُنَا ، وَيُشِيرُ إِلَى صَدْرِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ، بِحَسْبِ امْرِيءٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ : دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ » رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

حل لغات:۔

لَا تَحَاسَدُوْا ۔ (جمع مذکر حاضر فعل نہی باب تفاعل) ایک دوسرے پر حسد نہ کرو ، لَا تَنَاجَشُوْا ۔ مادۂ اشتقاق نَجْشٌ ہے جس کا مطلب ہے قیمت بڑھانے کے لئے بولی نہ دو ، لَا تَبَاغَضُوْا ، مادۂ اشتقاق بُغْضٌ ہے، ایک دوسرے سے دشمنی نہ رکھو ، لَا تَدَابَرُوْا ، دُبُرٌ سے بنا ہے ایکدوسرے سے پیٹھ نہ پھیرو ۔ اِخْوَانٌ ۔ بھائی ،

ترجمہ:۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا ایک دوسرے پر حسد نہ کرو، محض قیمت بڑھانے کے لئے بولی نہ دو، ایک دوسرے سے دشمنی نہ کرو اور نہ ہی ایک دوسرے سے پیٹھ پھیرو، تم میں سے کوئی شخص کسی کے سودے پر سودا نہ کرے۔ اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی ہو جاؤ۔ مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ اسے ذلیل کرتا ہے نہ اس سے جھوٹ بولتا ہے اور نہ ہی اسے حقیر جانتا ہے۔ آپ نے اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین بار فرمایا، تقویٰ یہاں ہے۔ انسان کے بُرا ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے۔ ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون، مال اور عزت حرام ہے۔

توضیح :-

یہ حدیث ایک صاف ستھرے معاشرے کی تشکیل کے بنیادی اصول فراہم کرتی ہے اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چند برائیوں سے منع فرمایا جو باہمی رنجش کا باعث بنتی اور معاشرتی سکون کو تباہ و برباد کر دیتی ہیں۔

حسد کا مطلب ہے کہ دوسرے کو جو نعمت ملی ہے اس کے ازالہ کی تمنا اور دعا کی جائے۔ نجش کا مطلب محض قیمت بڑھانے کے لئے بولی دینا ہے جبکہ خریدنا مقصد نہ ہو۔ ایسا شخص دوسرے مسلمانوں کو نقصان پہنچاتا ہے۔ باہمی عداوت و نفرت اور ایک دوسرے سے ناراض رہنا، تکبر، خود پسندی اور دوسرے مسلمان کو اپنا غیر سمجھنے کی علامت ہے۔ اسی طرح اگر کسی شخص نے سودا کر لیا ہو تو اس پر سودا کرنا پہلے خریدار کی حوصلہ شکنی اور دل آزاری کا موجب ہے۔ ان تمام بیماریوں اور ان جیسی تمام خرابیوں کا واحد حل یہ ہے کہ تمام مسلمان ایک دوسرے کو اپنا بھائی سمجھیں۔ اسی بنیاد پر بھائی چارے کی فضا پیدا ہوگی اور ہر شخص دوسرے کی جان، مال اور عزت کی اسی طرح حفاظت کرے گا جس طرح اپنی جان، مال اور عزت کی حفاظت ضروری سمجھتا ہے اس کے ساتھ ساتھ حضور

علیہ السلام نے دل کی صفائی اور طہارت کی اہمیت کو بیان فرمایا اور بتایا کہ محض ظاہری حرکات وسکنات تقویٰ نہیں بلکہ دل کا خلوص اور پاکیزگی ہی اصل تقویٰ ہے۔ پھر اس کے اثرات انسانی جسم پر مرتب ہوتے ہیں

الحدیث السادس والثلاثون

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُ - عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : « مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ، وَمَنْ يَسَّرَ عَلَى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِماً سَتَرَهُ اللهُ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ ، وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقاً يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْماً سَهَّلَ اللهُ لَهُ بِهِ طَرِيقاً إِلَى الْجَنَّةِ . وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللهِ ، يَتْلُونَ كِتَابَ اللهِ وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ . وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ ، وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ ، وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ ، وَمَنْ بَطَّأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ » رَوَاهُ مُسْلِمٌ بِهَذَا اللَّفْظِ .

حل لغات :-

كُرْبَةٌ - غم سختی ۔ كُرَبٌ - (كُرْبَةٌ کی جمع) سختیاں
مُعْسِرٌ - تنگ دست ۔ طَرِيْقٌ - راستہ ، بُيُوْتٌ (بیت کی جمع) گھر ۔ اَلسَّكِيْنَةُ - سکون ، چین ۔

ترجمہ :-

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی مومن سے دنیا کی سختیوں میں سے ایک سختی دُور کی، اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کی سختیوں میں سے ایک سختی دُور فرمائے گا، اور جس نے کسی تنگدست کو آسانی بہم پہنچائی۔ اللہ تعالیٰ اسے دنیا اور آخرت میں آسانی عطا فرمائے گا۔ اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا، جو شخص تلاشِ علم میں کسی راستے پر چلا اللہ تعالےٰ اس کے سبب اُس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے اور اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں کوئی قوم جمع نہیں ہوتی کہ وہ کتاب اللہ کی تلاوت کریں اور اسے آپس میں پڑھیں پڑھائیں مگر اُن پر سکون نازل ہوتا ہے۔ رحمت اُن کو ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے اُن پر سایہ فگن ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ میں اُن کا ذکر فرماتا ہے اور جس آدمی کا عمل تاخیر کرے اُس کا نسب اُس کے لئے جلدی نہیں کرتا۔ (صحیح مسلم)

توضیح :-

اس حدیث شریف میں بنیادی طور پر تین باتیں بیان کی گئی ہیں۔

(۱) مسلمان کی خیر خواہی اور اس سے ہمدردی کا سلوک۔

(۲) علم کی تلاش اور اس کا اجر۔

(۳) عمل کے بغیر نسب غیر مفید ہے۔

تمام مسلمان ایک دوسرے سے اس طرح پیوستہ اور متعلق ہیں جس طرح ایک جسم کے مختلف اعضاء باہم ملے ہوتے ہیں۔ کسی ایک عضو کو تکلیف پہنچتی ہے تو تمام جسم بے خوابی کا شکار ہو جاتا ہے اور اس تکلیف کو محسوس کرتا ہے۔ لہٰذا اگر کوئی مسلمان سختی میں مبتلا ہو تو ہمارا فرض ہے کہ اس کی سختی کو دُور کریں اور اس سلسلے میں اسے جس قسم کی مدد درکار ہو بہم پہنچائیں۔ اس سے جہاں

اخلاقی فرض کی ادائیگی ہوگی وہاں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی مدد بھی حاصل ہوگی۔ اسی طرح دوسروں کی تنگدستی دور کرنا، بھوک، پیاس، علاج معالجے وغیرہ میں ان کا تعاون کرنا بھی مسلمان کا فرض ہے۔ اگر کسی مسلمان میں عیب دیکھا جائے تو اسے پھیلانے کی بجائے چھپایا جائے۔ البتہ یہ بات یاد رہے کہ قومی مجرم کا جرم واضح کرنا ضروری ہے تاکہ عام لوگ اس کی ایذارسانی سے محفوظ ہوں۔

حدیث کے دوسرے حصے میں علم کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ طالب علم جب تلاشِ علم میں نکلتا ہے تو یوں سمجھیں کہ وہ جنت کے راستے پر چل رہا ہے۔ اور جب کچھ لوگ علم سیکھنے سکھانے اور تلاوتِ قرآن کے لئے کسی مسجد یا مکتب میں بیٹھتے ہیں تو اُن پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے اور فرشتے اُن پر اپنے پر پھیلاتے ہیں۔ گویا طالب علم کا بہت بڑا مقام ہے لیکن اس سے وہ علم مراد ہے جس سے خدا کی معرفت حاصل ہو اور خلقِ خدا کو فائدہ پہنچے۔

حدیث کے تیسرے حصے میں ایک اہم بات کو واضح فرمایا وہ یہ کہ بلاشبہ بزرگوں سے نسبت کا فائدہ پہنچتا ہے لیکن یہ ان لوگوں کے لئے ہے جو نیک اعمال کرتے ہیں لہذا جو بے عمل یا بدکار ہے اور اس کا عمل اسے جنت سے روک رہا ہے اس کا نسب اسے جنت میں لے جانے کی جلدی نہیں کرے گا۔ البتہ عمل کے ساتھ نسبت انسان کی عظمت کو چار چاند لگا دیتی ہے۔

الحديث السابع والثلاثون

كـرم الله

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ -رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ- عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فيما يَرْوِيه عَنْ رَبِّه تَبارَكَ وتَعالى قَالَ : « إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ الْحَسَنَات وَالسَّيِّئات ، ثُمَّ بَيَّنَ ذَلِكَ : فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَة فَلَمْ يَعْمَلَها كَتَبَها اللهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً ، وَإِنْ هَمَّ بِها فَعَمِلَها كَتَبَها اللهُ عِنْدَهُ عَشْرَ حَسَنَات إلى سَبْعمائَة ضِعْف إلى أَضْعاف كَثيرَة ، وَإِنْ هَمَّ بِسَيِّئَة فَلَمْ يَعْمَلْها كَتَبَها اللهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كامِلةً ، وَإِنْ هَمَّ بِها فَعَمِلَها كَتَبَها اللهُ سَيِّئَةً وَاحِدَةً » . رَوَاهُ الْبُخارِيُّ وَمُسْلِمٌ في صَحِيحَيْهِما بِهَذه الْحُرُوف .

فانْظُرْ يَا أَخي وَفَّقَنَا اللهُ وَإِيَّاكَ إلى عَظِيمِ لُطْفِ اللهِ تَعالى وَتَأَمَّلْ هَذه الأَلْفاظَ ، وَقَوْلُهُ « عِنْدَهُ » إشارَةٌ إلى الإعْتِنَاءِ بِها وَقَوْلُهُ « كامِلةً » لِلتَّأْكِيد وَشِدَّة الاعْتِناءِ بِها ، وَقَالَ في السَّيِّئَة الَّتي هَمَّ بِها ثُمَّ تَرَكَها : « كَتَبَها اللهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كامِلَةً » فَأَكَّدَها بِكامِلَةً » ، « وإنْ عَمِلَها كَتَبَها سَيِّئَةً واحِدَةً » فَأَكَّدَ تَقْلِيلَها بِواحِدَةً وَلَمْ يُؤَكِّدْها بِكامِلَةً ؛ فَلِلَّه الْحَمْدُ وَالْمِنَّةُ سُبْحانَهُ لا نُحْصِي ثَناءً عَلَيْه ، وَبِاللهِ التَّوْفِيقُ .

حل لغات :-

اَلْحَسَنَاتُ (حسنة کی جمع) بھلائیاں، اعمال صالحہ، اَلسَّیِّئَاتُ۔

(سَیِّئَۃٌ کی جمع) برائیاں ، اَضْعَافٌ - (ضِعْفٌ کی جمع) کئی گنا ،

ترجمہ :-

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نقل کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔
"بے شک اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور برائیاں لکھ دیں پھر اسے بیان فرمایا کہ جس شخص نے نیکی کا ارادہ کیا لیکن اس پر عمل نہ کیا اللہ تعالیٰ اسے اپنے ہاں ایک کامل نیکی لکھتا ہے اور اگر اس کا ارادہ کر کے عمل بھی کیا تو اللہ تعالیٰ دس نیکیوں سے لے کر سات سو گنا بلکہ کئی گنا زیادہ لکھتا ہے ۔ اور اگر برائی کا ارادہ کرے لیکن اُس پر عمل نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اُسے اپنے نزدیک ایک نیکی لکھتا ہے اور اگر ارادہ کرنے کے بعد اس پر عمل بھی کرے تو اس کے لئے ایک گناہ لکھتا ہے ۔

حضرت امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :-
"اے بھائی ! دیکھ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تجھے اپنے عظیم لطف و کرم کی توفیق عطا فرمائے ان الفاظ میں غور و فکر کر ۔ آپ کا ارشاد " عِنْدَہٗ " اس کے خاص اہتمام کی طرف اور " کَامِلَۃً " کے الفاظ تاکید اور نہایت اہتمام کی طرف اشارہ ہے جس برائی کا ارادہ کیا اور اس پر عمل نہ کیا اس کے بارے میں فرمایا ۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے کامل نیکی لکھتا ہے اسے " کَامِلَۃً " کے لفظ سے مؤکد کیا اور اگر عمل بھی کرے تو ایک برائی لکھتا ہے تو " واحدہ " کے لفظ سے قلت کی طرف اشارہ کیا اور کَامِلَۃً سے مؤکد نہ کیا۔ اللہ ہی کے لئے حمد ہے اور اُس پاک ذات کا احسان ہے ہم اس کی تعریف نہیں کر سکتے ۔"

توضیح :-

اس حدیث شریف میں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور کرم کا ذکر ہے کسی بھی مرحلے پر انسان بارگاہِ خداوندی سے نامراد نہیں لوٹتا ۔ اس کا کس قدر کرم ہے کہ نیکی کا صرف

ارادہ کیا جائے عمل نہ بھی کرے تو پوری نیکی کا ثواب ملتا ہے اور عمل کرنے کی صورت میں سات سو گنا سے بھی زیادہ جس قدر چاہے عطا فرمائے. برائی کی نیت پر نہ صرف یہ کہ وہ معاف کر دیتا ہے بلکہ بُرے عمل سے رُک جانے کی وجہ سے کامل نیکی کا ثواب عطا فرماتا ہے. اور اگر برائی کو عمل میں لایا جائے تو صرف ایک برائی نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہے. اب یہ انسان کی کوتاہی ہے کہ وہ رحمتِ خداوندی کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر سے سیراب نہ ہو اور محرومی کا شکار رہے.

الحديث الثامن والثلاثون

غضب الله ورضاه

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُ - قالَ : قالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : «إنَّ اللهَ تَعالى قالَ : مَنْ عادَى لي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ ، وَمَا تَقَرَّبَ إليَّ عَبْدِي بِشيءٍ أَحَبَّ إليَّ مِمَّا افْتَرَضْتُهُ عَلَيْه ، وَلا يَزالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إليَّ بِالنَّوافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذي يَسْمَعُ بِه وَبَصَرَهُ الَّذي يُبْصِرُ بِه وَيَدَهُ الَّتي يَبْطُشُ بِها وَرِجْلَهُ الَّتي يَمْشي بِها ، وَلَئِنْ سَأَلَني لأُعْطِيَنَّهُ ، وَلَئِنْ اسْتَعاذَني لأُعيذَنَّهُ» رَواهُ الْبُخارِيُّ .

حلِ لغات:-

وَلِيٌّ - دوست ، مددگار ، قریبی ، حَرْبٌ - لڑائی ، لَایَزَالُ - ہمیشہ مسلسل.

ترجمہ :-

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ـــــــ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو شخص میرے کسی دوست سے دشمنی کرے میں اسے لڑائی کا چیلنج کرتا ہوں اور مجھے فرائض سے زیادہ کوئی چیز پسند نہیں جس کے ساتھ بندہ میرا قرب حاصل کرے اور بندہ نوافل کے ذریعے مسلسل میرے قریب ہوتا ہے حتیٰ کہ میں اُسے محبوب بنالیتا ہوں۔ پس جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اُس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے کچھ مانگے تو ضرور عطا کرتا ہوں اور اگر وہ میری پناہ چاہے تو اسے پناہ دیتا ہوں"

توضیح :-

اس حدیث شریف میں اللہ تعالیٰ کے دوستوں اور برگزیدہ بندوں کا تذکرہ ہے۔ نیز فرض کی اہمیت اور نوافل کے فوائد کا بیان ہے۔

جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے احکام بجالاتا اور تقویٰ اختیار کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا دوست بن جاتا ہے جسے ولی کہا جاتا ہے۔ ولی کی عظمت اور مرتبہ اس حدیث میں یوں بیان کیا گیا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ولی سے دشمنی کرتا ہے خود اللہ تعالیٰ اُسے لڑائی کی دعوت دیتا ہے یعنی وہ آدمی۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں نہایت پسندیدہ ہے۔ اسی طرح جب کوئی شخص مقامِ ولایت پر فائز ہوتا ہے تو اس کے دیکھنے، سُننے چلنے۔ پھرنے اور پکڑنے میں اللہ تعالیٰ کی خصوصی قوت کارفرما ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جسم اور جسمانی اعضاء سے پاک ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ وہ انسان قدرتِ خداوندی کا مظہر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اولیاءِ کرام کسی سائنسی آلے کے بغیر بھی ہزاروں میل دُور سے بات سنتے۔ دیکھتے اور معلومات حاصل کر لیتے ہیں اور ہزاروں

میل کا فاصلہ ایک آن میں طے کر لیتے ہیں۔ حدیث شریف کے ان الفاظ کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ولی کی جسمانی حرکات اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہوتی ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں فنا ہو جاتا ہے اور اب اس کے حکم کے بغیر اس کے ہاتھ، پاؤں، آنکھیں اور کان وغیرہ حرکت نہیں کرتے۔ اسی طرح ولی کو اسقدر قرب حاصل ہوتا ہے کہ وہ بارگاہِ خداوندی میں جو بھی سوال کرے پورا ہوتا ہے۔ مزاراتِ مقدسہ پر جا کر اولیاء کرام کے وسیلے سے بارگاہِ خداوندی میں دعا کرنے کی حکمت بھی یہی ہے کہ اس طرح قبولیت کی امید بڑھ جاتی ہے۔ حدیث شریف میں فرائض کی اہمیت کو بھی اجاگر کیا گیا ہے یعنی کوئی شخص فرائض چھوڑ کر قرب خداوندی حاصل نہیں کر سکتا۔ فرض عبادت کے بعد نوافل کی طرف توجہ کی جائے۔ یقیناً نوافل فائدہ بخش ہیں جیسے حدیث شریف میں بتایا گیا لیکن پہلے فرائض کی ادائیگی ضروری ہے

الحديث التاسع والثلاثون

ما لا إثم فيه

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا - أَنَّ رَسُولَ اللهِ(1) ﷺ قَالَ: إِنَّ اللهَ تَجَاوَزَ لِي عَنْ أُمَّتِي الْخَطَأَ وَالنِّسْيَانَ وَمَا اسْتُكْرِهُوا عَلَيْهِ. حَدِيثٌ حَسَنٌ. رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ وَالْبَيْهَقِي وَغَيْرُهُمَا.

حل لغات:۔

اَلْخَطَاءُ - غلطی، اَلنِّسْيَانُ - بھول۔

ترجمہ:۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے میری امت کی خطا، بھول اور اس چیز سے درگزر فرمایا جس پر اسے مجبور کیا جائے"۔

توضیح:۔

عمل کی تین صورتیں ہوتی ہیں (۱) جان بوجھ کر کرنا اُسے قصد کہتے ہیں (۲) غلطی سے کام کا ہوجانا مثلاً روزہ دار کلی کر رہا تھا غلطی سے پانی اندر چلا گیا اسے خطا کہا جاتا ہے (۳) نسیان یعنی بھول کر کوئی کام کرنا مثلاً روزہ یاد نہ رہے اور کھانا پینا شروع کردے۔ جان بوجھ کر گناہ کیا اور سچے دل سے توبہ کرلی تو اسے معاف کردیا جائے گا اور توبہ نہ کی تو اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے چاہے تو معاف کردے اور چاہے تو سزا دے، یہ بھی واضح رہے کہ شرک اور کفر بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتا، البتہ غلطی، بھول اور کسی کی طرف سے زبردستی کی صورت میں انسان مجبور ہوتا ہے۔ لہٰذا ان صورتوں میں گنہ گار نہ ہو گا۔ البتہ دنیا میں شرعی احکام کا نفاذ ان صورتوں میں بعض اوقات ہوتا ہے۔ مثلاً بھول کر روزے کی حالت میں کھانے پینے سے قضا لازم نہیں آئے گی جبکہ غلطی سے ٹوٹے تو قضا ہوگی۔ نماز میں کلام بھول کر ہو تب بھی نماز ٹوٹ جائے گی۔ اس تفصیل کے لئے کتبِ فقہ کی طرف رجوع کیا جائے۔

الحديث الأربعون

قصر الأمل

عَنِ ابْنِ عُمَرَ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُما - قَالَ: أَخَذَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِمنكَبِي فَقالَ: «كُنْ في الدُّنْيا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ. وكانَ ابْنُ عُمَرَ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُما - يَقُولُ: إذا أَمْسَيْتَ فَلا تَنْتَظِرِ الصَّباحَ، وإذا أَصْبَحْتَ فَلا تَنْتَظِرِ

الْمَساءَ . وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ ، وَمِنْ حَياتِكَ لِمَوْتِكَ »
رَواهُ الْبُخارِيُّ .

حل لغات :-

مَنْكِبَيَّ ۔ اصل میں مَنْكِبَيْنِ ، مَنْكِبٌ کا تثنیہ تھا یائے متکلم کی طرف اضافت کی وجہ سے تثنیہ کا نون گر گیا اور یار کا یار میں ادغام ہو گیا ، میرے دونوں کاندھے ، غَرِيْبٌ ۔ مسافر ، عَابِرُ سَبِيْلٍ ، راستہ عبور کرنے والا ، اَلصَّبَاحُ ۔ صبح ، اَلْمَسَاءُ ۔ شام ،

ترجمہ :-

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے ، فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے کاندھوں کو پکڑ کر فرمایا ۔ دنیا میں یوں رہو کہ گویا تم مسافر ہو یا راستہ عبور کرنے والے ۔ اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے ۔ جب تم شام کرو تو صبح کی انتظار نہ کرو اور جب صبح کرو تو شام کی انتظار نہ کرو ، اپنی صحت سے بیماری کے لئے اور زندگی سے موت کے لئے حصہ حاصل کرو ۔

توضیح :-

انسان کی دنیوی زندگی ، عارضی اور فانی ہے ۔ حقیقی اور دائمی زندگی آخرت کی زندگی ہے جو بھی انسان پیدا ہوتا ہے اپنی مقررہ زندگی گزارنے کے بعد اس دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے ۔

لہذا ہر انسان کو دنیا میں مسافر کی طرح رہنا چاہیئے کہ وہ جہاں جاتا ہے اس مقام سے دل نہیں لگاتا بلکہ اپنے گھر کی فکر میں رہتا ہے ۔ ہم بھی اس دنیا سے محبت کرنے کی بجائے حسبِ ضرورت اس سے تعلق رکھیں اور حقیقی زندگی کے لئے سامان فراہم کریں جو عبادت کی صورت میں حاصل ہوتا ہے ۔

نیز انسان جب صحتمند ہوتا ہے تو اُسے عمل کی قوت حاصل ہوتی ہے۔ بیماری کی صورت میں وہ عمل نہیں کر سکتا۔ لہٰذا اُسے حالتِ صحت میں اس قدر عمل کرنا چاہیئے کہ بیماری کے دنوں کے لیئے بھی کفایت کر سکے۔ اسی طرح زندگی میں عمل ہو سکتا ہے مرنے کے بعد عمل کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے لہٰذا انسان جب تک زندہ رہے اعمال صالحہ کی ادائیگی کے لیئے بھرپور جدوجہد کرے۔

الحديث الحادي والأربعون

هـوى المؤمـن

عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُما - قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : « لا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يَكُونَ هَوَاهُ تَبَعاً لِما جِئْتُ بِهِ » حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ ، رَوَيْناهُ في كِتَابِ الْحُجَّةِ بِإِسْنادٍ صَحِيحٍ .

حل لغات :۔

هَوَاهُ ۔ اس کی خواہش ، تَبَعًا ۔ تابع ، پیچھے ، زیر اثر ،

ترجمہ :۔

حضرت ابو محمد عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کی خواہش میرے لائے ہوئے دین کے تابع نہ ہو جائے۔

توضیح :۔

یہ حدیث تزکیۂ نفس، اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ کی اصل ہے۔ کیونکہ

اس میں شرعی احکام کی تعمیل اور خواہشات نفسانیہ کو چھوڑنے کا حکم ہے۔
ایمان دل سے تصدیق کا نام ہے لیکن اس کی تکمیل اعمال صالحہ سے ہوتی ہے۔ یعنی اچھے اعمال ایمان کی تصدیق کرتے ہیں۔ مومن ایمان لاکر جب اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو تسلیم کرتا ہے تو اب ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے مقابلے میں اپنی خواہشات کو چھوڑ دے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو گویا اس کے ایمان میں نقص ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ احکامِ شرع پہ اپنی مرضی کو ترجیح نہ دیتا۔

سوالات

س ۱:۔ اللہ تعالیٰ نے بعض کام فرض کئے ہیں۔ بعض حدود مقرر کی ہیں۔ کچھ اشیاء حرام کی ہیں اور بعض کے بارے میں کچھ بھی بیان نہیں کیا حدیث شریف میں ان تمام باتوں کے بارے میں کیا احکام دیئے گئے ہیں؟

س ۲:۔ حدیث کی روشنی میں بتائیے کہ اللہ تعالیٰ اور لوگوں کی محبت کیسے حاصل کی جا سکتی ہے۔ نیز "زہد" کا لغوی اور شرعی معنیٰ لکھیں؟

س ۳:۔ عدالت میں دعویٰ دائر کرنے کی صورت میں مدّعی اور مدّعا علیہ پر کیا ذمّہ داری عائد ہوتی ہے؟ اور اگر یہ ذمّہ داری نہ ہوتی تو کیا نقصان ہوتا۔ حدیث کی روشنی میں بیان کیجئے؟

س ۴:۔ برائی کو دُور کرنا ہم سب کی ذمّہ داری ہے۔ لیکن اقتدار صرف چند لوگوں کے پاس ہوتا ہے۔ باقی لوگ یہ ذمّہ داری کیسے پوری کریں گے؟

س ۵:۔ حدیث ۳۵ کا ترجمہ کیجئے اور اس میں جتنے افعال کا بیان ہے اُن کی الگ الگ توضیح کریں؟

س ۶:۔ حدیث ۳۶ میں بنیادی طور پر کتنے اور کون کون سے موضوعات ہیں

کئے گئے ہیں ؟ وضاحت کریں۔

س ۷:۔ مندرجہ ذیل الفاظ کا ترجمہ کیجئے اور اعراب لگائیے۔؟

" عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہما الخ " (حدیث ۳۷)

س ۸:۔ حدیث ۳۸ میں " اولیائے کرام " کی عظمت کا ذکر ہے۔ اس کی روشنی میں بتائیے کہ " مقامِ ولایت " کیسے حاصل ہوتا ہے اور ولی کا مقام کیا ہے ؟

س ۹:۔ " اِنَّ اللّٰہَ تَجَاوَزَ لِی عَنْ اُمَّتِی الْخَطَاءَ وَالنِّسْیَانَ وَمَا اسْتُکْرِھُوا عَلَیْہِ " کا ترجمہ اور ترکیب لکھیں ؟

س ۱۰:۔ حدیث ۴۰ میں دنیا کی مثال سفر سے بیان کی گئی ہے۔ ان دونوں میں کیا مطابقت ہے ؟

س ۱۱:۔ حدیث ۴۱ " حُسنِ سیرت " کے حصول میں ایک بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ اس بات پر کچھ روشنی ڈالیں۔؟

س ۱۲:۔ حدیث ۴۱ کا ترجمہ کریں اور اس میں استعمال ہونے والے صیغوں کی وضاحت کریں ؟

صیغوں کی ساخت اور تعلیلات سے متعلق چار سو سے زائد سوالات و جوابات
پر مشتمل صرف کوئیز

مراح الارواح

(اُردو)

سوالاً جواباً

مرتب
مولانا محمد صدیق ہزاروی
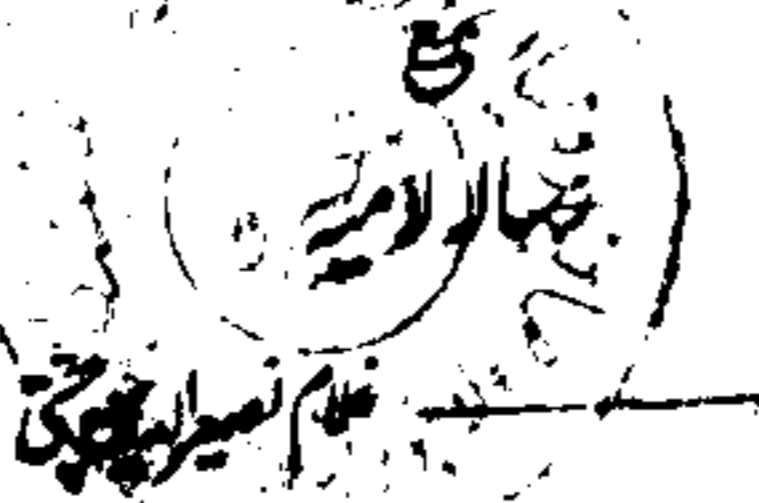
ناشر:
مکتبہ اسلامیہ سعیدیہ عثمان آباد • مانسہرہ

صیغوں کی ساخت اور تعلیلات سے متعلق چار سو سے زائد سوالات و جوابات
پر مشتمل صرف کوئیز

مراح الارواح

(اُردو)

سوالاً جواباً

مرتّب
مولانا محمد صدیق ہزاروی

ناشر:
مکتبہ اسلامیہ سعیدیہ عثمان آباد، مانہرہ